

سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۶۹

عزیز واقارب کے حقوق

عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد انیس صاحب الدعوت کرام

کتب خانہ نظری

گلشن اقبال کراچی پاکستان

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر۔ ۶۹

عزیز و اقارب کے حقوق

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دہلیت برکاتہم

کوش اقبال پراپرٹی
پوسٹ کوڈ ۷۵۳۰۰۰
فون: ۳۹۹۳۱۷۶

کتابخانہ مظہری



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انتساب

احقر کی جملہ تصنیفات و تالیفات مرشدنا و مولانا

محی الدین حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور حضرت اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی صحبتوں کے لہجہ و برکات کا مجموعہ ہیں۔

احقر محمد اختر عطا اللہ تعالیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۳۱	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵	استقامت کے معنی
	کے حالات	۶	محبت کے دو حق
۳۵	عارف کے قلب کی تہہ تہیہ	۷	شیخ اور مرید کے بعض حقوق و فرائض
۳۵	موت کا درمیان — خاموشی و احکا	۸	ایک بڑی عجیب دعا
۳۸	ذیابھر کے اولیاء اللہ کی دعا لینے کا طریقہ	۹	حق تعالیٰ کی عجیب رحمت
۳۹	لا حول و لا قوۃ الا باللہ کے معنی	۱۰	مشغولی کی درد انگیز دعا
۴۰	اسما معلم خلیفہات اور مفتیوں کے معافی	۱۱	بندوں کا ایک پیدائشی حق ملکوت
۴۳	حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں	۱۳	انفس سے جہاد کرنے والوں کی کامیابی
	کی معافی کا واقعہ	۱۸	دین کا ہر شعبہ نام ہے
۴۴	قبولیت و عافیت کا شرعی مصلحت	۱۹	معاف نہ کرنے پر سخت وعید
۴۵	ذیابھر حضرت یوسف علیہ السلام کے	۲۰	بچنے کے سسرال والوں کے بعض حقوق
	بھائیوں کی معافی کے لیے نازل ہوئی	۲۰	میاں بیوی کے حقوق و فرائض
۴۹	والدین کے نافرمانی کے لیے حضور ﷺ	۲۱	خون کے رشتوں کے حقوق کی اہمیت
	کی بددعا	۲۲	حقوق رشتہ داری کے حدود
۴۹	والدین کی عظمت اور حقوق	۲۳	خون کے رشتوں میں کون کون لوگ شامل ہیں؟
۵۰	ماں باپ کو سنانے کا عذاب	۲۳	سسرالی رشتوں کی حق تقبیل
۵۲	قیامت کے دن فرماں بردار اولاد میں	۲۵	حضرت صدیق اکبر کی سسرالی کا واقعہ
	شوقیت کا طریقہ	۲۶	بعض مسائل کی سسرالی
۵۳	والدین کو کفر و کفر و کفر سے دیکھنے کا ثواب	۲۸	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سسرالی کا واقعہ
۵۳	اولاد حقوق کے بارے میں علامہ سے	۲۹	اللہ کے پیارے بندوں کی علامات
	مشورہ کریں	۳۰	والدین کے حقوق
۵۸	ایک اہم نصیحت	۳۱	والدین کے ساتھ ساتھ دو مشائخ کے لیے
			دعا مانگنے کا استنباط

﴿ ضروری تفصیل ﴾

- نام و محلہ: عزیز واقارب کے حقوق
- واعظ: عارف باللہ حضرت اقدس مرشدنا و مولانا شاہ محمد اختر صاحب
دام ظلّالہم علیہا الیٰ مائة و عشرين سنة مع الصحة
والعالية و خدمات الدینة و شرف حسن القبولۃ
- تاریخ: ۱۰ ارشوال المکرم ۱۴۰۸ھ مطابق ۲۷ دسمبر ۱۹۸۸ء بروز جمعہ
۱۷ ارشوال المکرم ۱۴۰۸ھ مطابق ۳ جون ۱۹۸۹ء بروز جمعہ
- وقت: ایک بجے دوپہر
- مقام: مسجد اشرف گلشن اقبال بلاک ۲، کراچی
- موضوع: والدین، اولاد، دیگر رشتہ داروں، نسبتی اور سرسالی عزیزوں کے حقوق
- مرتب: یکے از خدام حضرت والدہ کلیمہ العالی
- کیوزنگ: سید عظیم الحق قحی ۱۳۶۷۵-۱ مسلم ایک سوسائٹی ناظم آباد فیہرہ (۱۹۸۱-۲۰۰۰)
- اشاعت اول: محرم الحرام ۱۴۲۸ھ مطابق جنوری ۲۰۰۷ء
- تعداد: ۲۴۰۰
- ناشر: کُتُب خانَہ منظرِ ہری
- گلشن اقبال-۲ کراچی پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۱۱۸۲ کراچی



عزیز و اقارب کے حقوق

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ أَمَّا بَعْدُ
فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝
إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَسْزُلْ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ
أَلَّا تَخْلُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَابْشُرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝
نَحْنُ أَوْلِيَآءُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيهَا مَا
تَشْتَهَىٰ أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدْعُونَ ۚ نَزَّلْنَا مِنْ غُفُورٍ رَّحِيمٍ ۝
وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ ضَالِحًا وَقَالَ
إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ (حکم السجدة: آیات ۳۰ تا ۳۳)

استقامت کے معنی

اللہ سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے حقائق کو تسلیم کر لیا اور
ایمان لائے اور جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب صرف اللہ ہے یعنی ہمارا پالنے والا
صرف اللہ ہے۔ پرورش اور تربیت، نفع نقصان عزت ذلت تندرستی بیماری زندگی
موت سب چیزوں کا مالک اللہ ہے۔ ثُمَّ اسْتَقَامُوا ایمان لانے کے بعد پھر اس
پر مستقیم رہتے ہیں۔ آپ حضرات نے ہمیشہ اپنے بزرگوں سے سنا ہوگا کہ ایک
دوسرے سے دعائیں کراتے ہیں کہ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ استقامت نصیب
فرمائے۔ استقامت کے کیا معنی ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے احکام کو بجالاتا رہے اور
اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتا رہے اور اس زمانے میں استقامت کی پہچان کیا ہے؟
جب کوئی خوش قامت سامنے ہو اس وقت اس کو نہ دیکھے تو سمجھ لو اس کو استقامت

حاصل ہے۔ جو شخص احکام تو بجالاتا ہے لیکن خدا کی نافرمانی سے نہیں بچتا یہ شخص استقامت کی نعمت سے محروم ہے۔ اس کو فکر کرنی چاہیے۔ مایوس تو نہ ہونا چاہیے لیکن فکر کا حق ادا کرنا چاہیے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم فکر کرتے ہیں مگر ہم سے نہیں ہوتا، صاحب کیا کریں نظر تو میری بچتی ہی نہیں ہے۔ میں تو حسینوں کو دیکھ کر پاگل ہو جاتا ہوں۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اگر اس لڑکی کا باپ ڈنڈا لیے کھڑا ہو پھر اس وقت کہاں سے طاقت آ جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ تم ڈنڈے کے آدمی ہو، تمہارے اندر شرافت نہیں ہے۔ اگر کوئی جو نالے کھڑا ہو اور اسی وقت کھوپڑی پر تین چار لگا دے تو فوراً نگاہ نیچی ہو جائے گی یا نہیں؟ اس لیے ایسے لوگوں کو اپنی شرافت کے بارے میں نظر ثانی کرنا چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے شریف بندے ہیں یا نالائق و بے غیرت بندے ہیں۔ جہاں دیکھا کہ ڈنڈے کا خطرہ ہے وہاں نگاہ نیچی کر لی اور ڈنڈے کا خطرہ نہ ہوا تو بے دھڑک دیکھ رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اس شخص کے قلب میں انتہائی قلیل ہے۔

محبت کے دو حق

اس لیے حق تعالیٰ کی محبت کے دو حق ہیں، ایک حق تو یہ ہے کہ جن کاموں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان فرائین الہیہ کو بجالائے جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج قربانی وغیرہ کے احکام کے مطابق عمل کرے اور دوسرا حق یہ ہے کہ جن باتوں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے ان باتوں سے رُک جائے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی منع کی ہوئی باتوں سے نہیں بچتا یہ شخص نفس کا غلام ہے اور انتہائی غیر شریفانہ ذوق رکھتا ہے۔ گناہ کرتے کرتے اس کی شرافت و حیاء میں آگ لگ چکی ہے جیسے کسی درخت کے پاس آگ لگا دی جائے تو کتنا ہی کھاد پانی ڈالو مگر اس کی پتیاں بجلی ہوئی ہوتی ہیں۔ پھر بہت دن تک اس کو آگ سے دور رکھا جائے اور بہت دن

تک اس درخت میں کھا اور پانی دیا جائے تب جا کر وہ پتیاں ہری بھری ہوتی ہیں۔ جو شخص گناہ پر جری ہوتا ہے وہ گویا اپنے ایمان کے ہرے بھرے درخت میں آگ لگاتا ہے۔ جو لوگ اپنی نظر کی حفاظت نہیں کرتے جھوٹ سے نہیں بچتے، دوسروں کو تکلیف پہنچاتے ہیں، نصیحت کرتے ہیں، مسلمانوں کی آبروریزی کرتے ہیں، یہ تمام گناہ ایک آگ ہیں جس کی وجہ سے ایمان کے ہرے بھرے درخت کو نقصان پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کی خطاؤں کو معاف فرمائے اور ہمیں اللہ تعالیٰ توفیق اور ہمت نصیب فرمائے کہ تمام غیر شرعیانہ حرکتوں کو ہم چھوڑ دیں۔ آپ سوچئے کہ جس وقت بندہ کسی گناہ میں مبتلا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ کیسا ہوتا ہے۔ خدا تو ہر وقت دیکھتا ہے کہ یہ بندہ کیا کر رہا ہے۔ ذرا مراقبہ کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت ہم کو دیکھ رہا ہے اور ہم کیا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ہم اپنے اوپر حلال کر رہے ہیں۔

شیخ اور مرید کے بعض حقوق و فرائض

اس لیے دستورِ اذراہمت سے کام لو۔ نفس کے سامنے ڈھال چکھنے کا نام مردانہ پن نہیں ہے، ہتھیار ڈال دینا زناہ پن ہے۔ نفس کے خلاف ہمت سے جہاد کرو، اپنی طرف سے پوری کوشش کرو۔ سال بھر کوشش کی لیکن انسان ہے، کبھی ہیر چھل گیا تو اس کو لغزش پا کہتے ہیں اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں لیکن نفس کے سامنے بالکل ہتھیار ڈال دینا اور ہاتھ جوڑ کے اس کے پیچھے چلنا یہ کمینہ پن ہے، یہ پھسلنا نہیں پھسلانا ہے، اس کا علاج کرو۔ وہ کیا علاج ہے؟ تو بہ کر کے خیرات کرو، صدقہ کرو، دس بیس رکعات نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے روؤ، مگر افسوس یہ ہے کہ بعض لوگ سنتے ہیں مگر مجال نہیں کہ دو چار رکعت نفل پڑھیں۔ رات دن شیخ کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ مگر جب ان سے نگاہوں کی خطائیں ہوتی ہیں تو

حقوق کی توفیق نہیں ہوتی کہ دس میں رکعات نفل پڑھ لیں، شیخ کیا بچالے گا؟
خوب سمجھ لیں کہ شیخ بچا نہیں سکتا۔ شیخ آخرت کا کوئی ٹھیکیدار نہیں ہے۔

راہبر تو بس بتا دیتا ہے راہ چلنا راہرو کا کام ہے

تجھ کو مرشد لے چلے گا دوش پر یہ ترا راہرو خیال خام ہے

آپ سمجھتے ہیں کہ پیر کندھے پر بٹھا کر راستہ طے کرا دے گا۔ پیر راستہ بتاتا ہے،
چلنا آپ کا کام ہے، ساری محنت آپ کو کرنی ہے۔ ڈاکٹر حکیم کا کام نسخہ بتا دینا
ہے، دوا پیش کرنا پیریز کرنا مریض کا کام ہے اور اگر اللہ والا ہے تو دوا بھی کرے گا۔ اللہ
والوں میں اور دنیاوی ڈاکٹروں میں اتنا فرق ہے کہ دنیاوی ڈاکٹر صرف دوا دے
دیتا ہے اور اللہ والا روحانی علاج بتا کر اللہ سے روتا بھی ہے کہ اے اللہ! جو لوگ
مجھ سے وابستہ ہیں، خُسنِ نکل کی راہ سے مجھ سے تعلق رکھتے ہیں آپ ان کو محروم نہ
فرمائیے۔ آپ کے اندر ایک شان ہے جس کا نام شانِ جذب ہے۔ آپ نے
قرآن پاک میں اپنی اس صفت کو بیان فرمادیا کہ میں جس کو چاہتا ہوں اس کو اپنی
طرف جذب کر لیتا ہوں۔ ہم سب کا ایمان ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ جذب کرے گا
اس کو کوئی نہیں کھینچ سکتا۔ لہذا کم از کم دو رکعات صلوٰۃ حاجت پڑھ کر یہی مانگو کہ
اے اللہ میرے دست و بازو شل ہو چکے ہیں، مجھے اپنے دست و بازو اور ارادوں کا
کوئی بھروسہ نہیں رہا، میں اپنی طاقتوں سے بے آسرا ہو چکا ہوں، اب صرف آپ
کا آسرا ہے کہ آپ میری دیکھیری فرمائیں۔

دیکھیر از دست ما مارا بخیر پردہ را بردار و پردہ ما ہر

اے ہاتھ پکڑنے والے، اے ہڈ دکنے والے، میرے ہاتھوں سے تو مجھے خرید
لے، یعنی مجھ کو میرے ہاتھوں کے حوالے نہ فرما، میرے ہاتھوں سے مجھ کو خرید
لیجئے اور میرے گناہوں پر اپنی ستاری کا پردہ ڈال دیجئے، میرا پردہ گناہوں کا
چاک نہ کیجئے کہ مخلوق بنے گی۔

ایک بڈو کی عجیب دُعا

ایک شخص نے مسجد نبوی میں حاضری دے کر روزہ مبارک کے سامنے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ اگر آپ میری اصلاح کر دیں، اور مجھے نیک و صالح اور فرماں بردار بندہ بنالیں، اللہ والا بنادیں، شیطان و نفس کے چنگل سے چھڑا کر مجھے اپنی فرماں برداری کی زندگی نصیب فرمادیں تو آپ کا نبی جو یہاں آرام فرما ہے خوش ہو جائے گا اور آپ کا دشمن یعنی شیطان شکستیں ہو جائے گا اور اگر آپ نے میری اصلاح نہ فرمائی اور نفس و شیطان نے مجھے برا کر دیا تو آپ کے نبی کو غم ہو گا کیونکہ میں ان کا امتی ہوں اور آپ کا دشمن شیطان خوش ہو گا۔ پس اے اللہ آپ خود فیصلہ فرما لیجئے کہ میری اصلاح فرما کر آپ اپنے نبی کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور دشمن کو شکستیں کرنا چاہتے ہیں یا مجھے برا کر کے اپنے نبی کو شکستیں اور اپنے دشمن کو خوش کرنا چاہتے ہیں یہ دعا مانگتے والا کون ہے؟ یہ کوئی عالم نہیں تھے۔ ایک معمولی بدو، عرب کا ایک ان پڑھ سادہ سا انسان مگر اس کے دل میں اللہ نے یہ مضمون ڈالا۔ بعض وقت اللہ تعالیٰ غیر عالم کے دل میں ایسا مضمون ڈالتے ہیں کہ علماء عیش عیش کرتے ہیں لیکن انسان کچھ تو ہاتھ پیر مارے۔ ایک آسرا رہ گیا تھا رونے کا وہ بھی ہمارے ہاتھ سے چھنا جا رہا ہے ہم زور تو پہلے ہی چھوڑ چکے تھے اب زاری بھی چھوڑ رہے ہیں۔ یعنی عمل تو پہلے ہی چھوڑ دیا۔ نفس و شیطان کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور ان دشمنوں کے سامنے چٹ ہو گئے۔ زور پہلے چھوڑا، ایک راستہ تھا زاری کا یعنی رونے کا وہ بھی ہم نے چھوڑ دیا۔ ہمارا کیا حال ہو گا۔

حق تعالیٰ کی عجیب رحمت

جب آواز زاری بھی نہ رہے گی تو پھر رحمت باری کیسے نازل ہوگی لیکن زاری کا ختم دیا ہے مایوسی کا نہیں، مایوسی کو تو کفر کر دیا اللہ میاں نے۔ مایوس اگر کرنا ہو تو

اللہ تعالیٰ، یقیناً کو کفر نہ قرار دیتے۔ کفر قرار دینا گویا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ دھمکی دے رہے ہیں کہ اگر میری رحمت سے ناامید ہو گئے تو جہنم میں ڈال دوں گا۔ یہ انتہائی رحمت ہے۔ اس سے بڑھ کر رحمت کا کوئی عنوان نہیں ہو سکتا جیسے کوئی باپ اپنے بیٹے سے جو مسلسل نافرمان ہو وہ یہ کہہ دے کہ دیکھو تم تو یہ کر لو مگر ہچھوڑ دو، لیکن اگر مجھ سے ناامید ہو گئے تو ڈنڈے لگاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ بھی یہی فرما رہے ہیں کہ اگر تم میری رحمت سے ناامید ہو جاؤ گے تو کافر ہو جاؤ گے اور کافر ہو جاؤ گے تو جہنم میں جاؤ گے۔ لہذا جہنم کی آگ سے ڈرا اپنی رحمت کا امیدوار بننا رہے ہیں، یہی ن اللہ کیا عنوان ہے۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ بات فرماتے تھے۔

مثنوی کی درد انگیز دعائیں

ہاں تو اللہ تعالیٰ کی ایک شان اور ہے۔ مومن تاروی رحمت اللہ علیہ جو تصوف کے بادشاہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کا راستہ بتائے میں بڑے بڑے علماء اور اولیاء کے راہنما ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں، کہ اے اللہ مجھے بہت سے کھینچنے والے اپنی طرف کھینچ رہے ہیں، حسن چاہوں و دولت خصوصاً اس زمانے میں حسین شکلیں جو سڑکوں پر پکھڑے ہوئے موتیوں کی طرح ہیں لیکن۔

عالمی بر جاؤ یاں اے مشتری

ان تمام کھینچنے والی چیزوں پر آپ غالب ہیں چاہے وہ اپنا نفس ہو، شیطان ہو، عورتیں ہوں، ماں و دولت ہو، عزت و جاہ ہو سب پر آپ کو غلبہ قدرت حاصل ہے مگر آپ ہمیں اپنی طرف کھینچ میں تو پھر کون ہے جو آپ کے مقابلہ میں آ سکے۔ اگر دس بیس کمزور قسم کے لوگ محمد علی کلمے پاکر کی گود سے اُس کے بیٹے کو اغوا کرنے کے لیے اپنی طرف کھینچ رہے ہیں تو محمد علی کلمے کا ایک گھونسا ان کو جناح

ہسپتال میں داخل کر دے گا، دل کی رفتار بدل جائے گی، قلب کا الی سی سی کرانا پڑے گا۔ پس اے اللہ آپ کی قدرت کا کیا ٹھکانہ ہے، جس کی حفاظت کا آپ ارادہ فرمائیں، جس کو آپ اپنا بنانے کا فیصلہ کریں پھر کون ہے جو اس کو آپ سے چھین سکے۔ کیا شان ہے اللہ تعالیٰ کی۔ دوستو! دو درگاہت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے بس یہی، مگو کہ اے خدائے تعالیٰ ہمیں آپ اپنا بنانے کا فیصلہ کر لیجئے۔ میں آپ کا تو ہوں، مگر اپنی تارفتی سے آپ کا پورا نہیں بن رہا ہوں، کچھ کچھ آپ کا بن جاتا ہوں روزہ نماز کر کے لیکن پھر سرکوں پر ٹیڈیوں کو دیکھ کر کچھ شیطان کا بھی بن جاتا ہوں، کچھ کچھ گنہ بھی کر لیتا ہوں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرو کہ ہمیں آپ بالکل اپنا بنا لیجئے۔

بندوں کا ایک پیدائشی حق مملوکت

ہم آپ ہی کے ہیں۔ آپ ہمارے مالک ہیں اور سر سے ہیر تک ہمارا ہر جز آپ کا مملوک ہے اور ہر مالک اپنی ملکیت کی حفاظت کرتا ہے۔ مملوکت کا یہ حق ہم کو حاصل ہے کہ انت مولانا آپ ہمارے مولیٰ ہیں جس کی تفسیر روح المعانی نے کی ہے اہی انت مالکنا آپ ہمارے مالک ہیں ہم آپ کے مملوک ہیں۔ سر سے ہیر تک ہمارا ہر جز آپ کا ہے لہذا ہمارا حق مملوکت آپ سے حفاظت کی فراہم کرتا ہے، مملوک ہونے کی حیثیت سے ہم آپ سے فریاد کرتے ہیں کہ ہم کو ہمارے اختیار کے سپرد نہ کیجئے کیوں کہ ہمارے اندر گندی عادتیں ہیں۔ اگر آپ ہم کو ہمارے حواس کریں گے تو جیسے جمونے نادان بچے ظلم و پادغانے میں ہاتھ ڈال دیتے ہیں، سناپ اگر چھوٹے بچے کے سامنے آجائے تو بچہ بھگتا نہیں ہے اماں سے کہتا ہے اس میں بڑا اچھا پھول بنا ہوا ہے۔ اس کو گلے سے لپٹانے کی کوشش کرے گا لیکن ماں باپ اس کو سناپ سے بچتے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ

سے وجوہ امت کر لیں یہ کہ اللہ انکے اپنی طرف جذب فرما لیجئے۔ یہ تمام طاقتوں پر علیہ قدرت رحمہ ہے ساری دنیا تمام پہنچے، اسے چاہے عظمت کے تحت وہاں وہ جو بصورت عورتوں کا حسن، جہاں ہوں ان کی عذریں اور ماں مومناں، چاہے ان کی اہم یاں ہوں، اور رت عظمیٰ کی کرسیاں ہوں، دنیا کی صلی بھی کٹشش کی چیزیں ہیں اسے اللہ آپ تمام پہنچے، اللہ پر غالب ہیں۔ اس سے جہاں مدیں، وہی رحمہ اللہ علیہ، اللہ کا ایک ولی پٹی رہبان و امیرت سے مدد ملی۔ عرض کرتا ہے۔

شاہد و درمائدگان وادواری

نہ درمائدوں کا حرم معلوموں کو آپ اپنی رحمت سے خرید لیجئے۔ ہم یہ عاج اور میر ہیں کہ پندار و آپ کی راہ میں پستے ہیں، پندار و خوب تلاوت رتے میں، خوب نماز پڑھتے ہیں اس کے بعد چہ رحمت ہی چھوٹے نکلتی ہے، نماز بھی چھوٹے نکلتی ہے پھر ان کی بھی، یہ پستے ہیں ان کی آرمی اکیچہ لیتے ہیں، تھپ کر پٹھ اور بھی شیطانی حاکموں میں اس کے اندر ان کو چوری کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اللہ اپنے ارادے کی شکست کو ہم سے بار بار لیگا، اپنی توبہ سے نوٹنے کی ذلت و حوری دیکھی تو ان میں آپ کی عظمتیں اور بڑھ گئیں کہ یا اللہ ہم پٹھ نہیں ہیں، آپ ہی آپ میں در آپ سے پٹھ ہیں۔ اللہ کو اللہ علیہ کا شعر ہے جو تھیرا اتنا دنی کے سزا ہیں، تجھ کو اشارہ ہیں۔ فرماتے ہیں۔

تیرن جہر رقتیں تیری سر ہر تری

میری م کہ شکست میں میرے ہر قصور میں

یہ ہم سے جو قصور ہوتا ہے، یہ جو ہماری توبہ ٹوٹ جاتی ہے، اللہ اس سے آپ کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ مہ، مارونی فرماتے ہیں۔

عہدہ ماہر شہادت عہدہ پار و ہزار

عہد تو چوں کوو ثابت پر قرار

تمارا عہد تو مرادِ ہر وقت کیا تھا آپ کا مہم سے بد مشل چہلے ثابت ہے کبھی نہیں فوت۔ لہذا اسم اپنی اس شائستگی و عاجزی کا اندازِ رست میں در آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ کچھ جڑوں کو آپ خرید میں بیوندہ ہمارے است ہمارہ خود ہمارے یہ نکات رہے ہیں یعنی سب سے پہلے احسن سے تمنا کرے خود چہرہ ہا انتظام کر رہا ہے۔ ہمارا مافیہ ماتہ ہیں۔

دست ماچوں پائے مارا قی خورد

بے ایمان تو کسے جاں کے مرد

جسبہاں ہر بات کو خواہ مخواہ سے پاؤں پر کھنڈن مار رہا ہے تو سچا آپ کی جان !
آپ کی یہ کہ کے بغیر کوئی اسباب آپ ہمارا راستہ نہیں رہتا۔ جب تک کہ آپ کا
فضل شامل حال نہ ہو۔

نفس سے جہاد کرنے والوں کی کامیابی

دوستو! یہی ایک سہارنشاں ہے، یہاں ہے یہاں رہتا ہوں۔

جمن کے ارادے مار، ٹوٹتے ہیں خواہندے رہیں، اور وہ بھائی بھائی

ہوں مغلوب ہو رہے ہوں، نفس و شیطان دہشت میں پڑ رہے ہیں۔

حمید صاحب : پھر میں نے جس سے آپ کو سنا وہ وہی ہے۔

ذہانت اور بے غش ہے۔

قویں ماتھ دوس بھی ایتے : ۱

ارے اسی سے کشتی تو ہے مڑ جوں

بہی وہ والے بھی تو والے

﴿ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ﴾

(سورہ جعثر آیت ۶۹)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تمہارے نفس کا جہاد، اور تمہاری بندگی کے فرائض موت تک ہیں، موت تک نفس سے لڑتے رہو۔ جو زندگی بھر نفس سے لڑتا رہے گا اور بزرگانِ دین و مشائخ سے نفس سے نشستی کے داؤ بیچ بھی سیکھتے رہے گا، اور ان سے دعا میں بھی کراتا رہے گا تو حکیم الامت نے بڑے درو سے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آخری وقت میں اللہ تعالیٰ اس کو نفس و شیطان پر غالب کر کے اور اس کے قلب سے دنیا کے تمام تعلقات کو مغلوب کر کے اور اپنی محبت کو غالب کر کے ایمان کے ساتھ اٹھا لیں گے۔ یہ بات حکیم الامت نے فرمائی ان کے لیے جو نفس و شیطان سے نشستی بڑھ رہے ہیں، اللہ و اولوں کے پاس آنا جانا رکھتے ہیں، اپنی اصلاح کے لیے درخواستیں کرتے ہیں، اپنے حالات بتاتے ہیں، ان سے مدد بھی پوچھتے ہیں دعا بھی کراتے ہیں، فکر مند رہتے ہیں، کوشش بھی کرتے ہیں، پرہیز بھی کرتے ہیں، دوا بھی کھاتے ہیں دعا بھی کرتے ہیں انشاء اللہ آخر میں ان کا معاملہ کامیاب ہو جائے گا۔ بردوئی میں ایک حکیم صاحب تھے۔ انہوں نے حضرت سے کہا کہ میں مر رہا ہوں اور میں آپ کے والد کے ساتھیوں میں سے ہوں۔ میرا حق ہوتا ہے آپ پر۔ آپ میرے نزدیک صاحبزادے ہیں لیکن میں ناکام جا رہا ہوں۔ میری نیکیاں کم ہیں اور گناہوں کے تبار آنگھوں سے نظر آ رہے ہیں۔ کیا ہوگا میرا حشر، اس وقت میں بھی وہاں موجود تھا، کراچی سے گیا ہو تھا۔ حضرت نے خولبہ صاحب کا شعر پڑھ دیا۔ خولبہ صاحب کی شعر و شاعری صرف شعر و شاعری نہیں ہے، وہ حکیم الامت کی تعلیمات ہیں۔ حکیم صاحب کو ہارٹ کی بیماری تھی، انتقال قریب تھا، حضرت نے خولبہ صاحب کا یہ شعر پڑھا تا کہ ان کو یوں نہ ہو

جو ناکام ہوتا ہے عمر بھر بھی
بہر حال کوشش و مشق نہ چھوڑے
یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے
جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

دوستو! اگر کوئی ور خدا ہوتا تو ہم کہہ دیتے کہ اللہ میں ہم آپ کے راستے
میں نہیں چل سکے، ہماری توبہ بہت ٹوٹ رہی ہے لہذا اب کسی دوسرے خدا کے
پاس ہم جا رہے ہیں۔ ایک ہی تو اللہ ہے۔ حکیم، مہمت، قد نوری رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں کہ ہر جاؤ گے، انہی کا دروازہ ہے کوئی اور دروازہ بھی نہیں، ہر
صورت میں، انہی کے دروازے پر روتے رہو، انہی کے گیت گاتے رہو، ان کی
حمد و ثناء کرتے رہو۔ ایک شخص ایک بزرگ سے بیعت ہوئے، سردیوں میں بھی
تہجد کے وقت میں رو رہا وہ بزرگ اٹھتے تھے۔ تو آئی اے شخص مجھے تیری تہجد
قبول نہیں ہے۔ کئی روز وہ مرید یہ آواز آسمان سے سنتا رہا۔ تو شیخ سے اس نے کہا
کہ حضرت میں ایک آواز سنتا ہوں جب آپ تہجد پڑھتے ہیں۔ وہ آواز یہ ہے کہ
اے شخص مجھے تیری تہجد قبول نہیں۔ جب حضور آپ کی تہجد اللہ کے ہاں قبول نہیں تو
پھر آپ یہ محنت کیوں کرتے ہیں، آرام سے سوئیے۔ حضرت نے کہا کہ ابھی بات
یہ ہے کہ ایک ہی اللہ ہے میرا، دنیا میں بھی اسی سے پالا پڑا ہے اور آخرت میں
بھی، قیامت کے دن بھی انہی سے پالا پڑے گا۔ ہمارا کام بندگی کرنا ہے۔ ان
کا بے قبول کرنا ہے۔ وہ اپنا کام جانیں ہم تو ہمارا کام کرتے رہیں گے۔ قبول
کرنا نہ کرنا تو ان کا کام ہے میں مالک کے عظیم الشان کام میں کیسے دخل دے سکتا
ہوں۔ ہمارا کام تو رہنا، گزرنا ہے اور قیامت کے لیے، دوزاری کرنا ہے۔ ہم اپنا
کام کیے جائیں گے وہ قبول کریں یا نہ کریں۔ ایک شاعر نے کہا تھا۔

ہائے ہائے رمضان چلا گیا۔ یہ دئے ہائے کرتے سو خوب کھاؤ پیو۔ ہائے ہائے کرنے کا کسی حدیث میں حکم نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب عید کا چاند دیکھو تو جہاد عید کے دن روزہ نہ رکھو، عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے اور دئے ہائے ہائے کرنے کے بجائے فرمایا کہ یہ کھانے پینے کے دن ہیں، یہ بھی دورہ ہے یعنی خوشی منانے کے دن ہیں جیسے ہم لوگ سبتے ہیں کہ برسات سے، کھانے پینے کے دن ہیں، پھوڑیاں پکائو۔ رمضان میں جب باندھ دیں بندھے رہو نہ کھاؤ نہ پیو، عید کے بعد جب کھوں میں تو مائے ہائے نہ کرو کہ دئے دوری بڑی اچھی تھی۔ یہی کہہ کر اللہ تیرا شکر ہے کہ آپ نے ہمارا منہ کھول دیا اب آپ کی نعمتیں خوب کھائیں گے پیئیں گے جیسے چھوٹے بچے جب اسکو سے چھوٹے ہیں تو کیسے چپتے ہیں؟ عید کی سے افسوس کرتے ہوئے کہ ہائے بیحد صدی رقم ہو گیا؟ اسکو کا فائدہ چھوڑا یا چلتا؟ یا اچھلتے کھاتے خوشیاں مناتے ہوئے چپتے ہیں۔ بس بدے کو ایسے ہی رہنا چاہیے۔

چوں کہ برکتی بہ بند و بست باش

چوں کشاید چاک و برکت باش

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ باندھ دے تو بندھے رہو، سر تسلیم خم کر دو اور جب کھولے تو اب راز اچھل کر دیکھو، کھادک یا اللہ تیرا شکر ہے کہ آفت آپ سے رہی کھوں دی۔ مائے کی مرضی کو سمجھنا یہ ہے عیدیت۔ جب تک اللہ والوں کی صحبت نصیب نہ ہو انسان میں صحیح بندگی کا وزن و اعتدال قائم رہنا ناممکن ہے۔ مثال کے طور پر کسی انسان سے غلطی ہو گئی تو اللہ و سوں کے بغیر اس کا احساس و تلافی اور رجوع کی توفیق مشکل ہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا کریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نوٹس کو: شاہ جو کتب خانہ جمعیہ میں کام کرتا تھا۔ اپنے والد حضرت مولانا نجفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر

کتب خانہ کا نام رکھا تھا۔ نوکر نے کہا حضرت جی معاف کر دو۔ شیخ نے فرمایا کہ اس خطا کو تم نے ایک دودھ نہیں پیک درجن مرتبہ کیا ہے میں تو معاف کرتے کرتے تھک گیا۔ عام میں تجھے تہ جگتوں۔ بس یہ سن تھا کہ شیخ کے سنے چچ تبلیغی جماعت کے بانی حضرت مولانا ایس صاحب رحمۃ اللہ علیہ پاس بیٹھے تھے جو اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں، جس کے خواص کا درویش سارے عالم میں پھیل رہا ہے۔

دین کا ہر شعبہ اہم ہے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ خا خا سوں سے کیا ہوتا ہے؟ یہ خا خا کا ہی فیض تھا، مولانا فاضل احمد سارنہ پوری رحمۃ اللہ علیہ کی امدادوں کے مددے میں مولانا ایس صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں درویش اور اخلاص پیدا ہوا۔ میں پوچھتا ہوں کہ تبلیغی جماعت کا کام ایسے عام سے کیوں نہیں ہوا جس نے کبھی خا خا نہیں دیکھی، جس نے بھی نہ والدین کی جوئیاں نہیں اٹھائیں۔ ذراں کو سوچو تو سہی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مدرسے بھی۔ کاریں۔ دوستوانہ۔ ایس صاحب عالم تھے یا جاہل تھے؟ پس جب وہ عام تھے تو مدرسوں کا جو اثبات ہو گیا، اثبات ہی نہیں نہایت ضروری اور انہوں نے کسی برگ سے صلاح نفس سے یہ تعلق کیا تھا؟ مولانا فاضل احمد صاحب سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے جن کے بارے میں مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے فاضل کو نسبت صحابہ حاصل ہے۔ لہذا کبرا میرے شیخ حضرت شاہ عبدغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات سنائی چونکہ میرے شیخ مولانا گنگوہی کے شاگرد کے شاگرد تھے یعنی بخاری کی نسبت سے میرے شیخ مولانا گنگوہی میں ایک واسطہ تھا۔ معلوم ہو کہ مدارس بھی ضروری تبلیغ بھی ضروری، ترکیب بھی ضروری۔ مدرسے نہ ہوں تو علم کیسے حاصل

ہوگا خاتعائیں نہ ہوں تو تو کیسے ہوگا۔ دین کا ہر شعبہ اہم ہے اسی لیے میرے مرشد حضرت مولانا ابراہیم صاحب دامت برکاتہم علیہ (اب رحمۃ اللہ علیہ ہو گئے) فرماتے ہیں کہ دین میں ایک دوسرے کے رفیق ہو، رفیق نہ ہو۔
تو میں عرض کر رہا تھا کہ جب شیخ نے یہ کہا کہ اے شخص تو نے بارہ دفعہ یہی غلطی کی ہے میں تجھ کو کتنا جگتوں یعنی کتنا برداشت کروں تو حضرت مولانا لیس صاحب پاس بیٹھے تھے شیخ کے کان میں کہا کہ بولوی جی اتنا جگت لو جتنا کل بنا جگتو، اسے یعنی کل قیامت کے دن جتنی جتنی معافی کروانی ہے تادوسروں کو معاف کرو۔

معاف نہ کرنے پر سخت وعید

حضرت حکیم، امت محمدیہ، ائمتہ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مجھ سے معافی مانگتا ہے تو میں فوراً معاف کر دیتا ہوں کیونکہ اشرف علی کو بھی تو اپنی معافی کرائی ہے۔ لیکن بعض استاذ، بلکہ بعض ماں باپ بھی نادان ہوتے ہیں۔ اس سے معافی مانگی جائے تو کہتے ہیں نہیں اہم نہیں معاف کرتے، ہمارے جنازے میں بھی مت شریک ہونا۔ آپ جانتے ہیں کہ جو کسی معافی مانگنے والے مسلمان بھائی کو معاف نہ کرے اس کی کتنی بڑی سزا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ اَذَا اَخُوهُ مُتَضَلًّا فَنَقَبْلُ دَلَلٌ مِّنْهُ مُنْحَقًا
اَوْ مُنْظَلًّا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْ لَمْ يَرِدْ عَلٰى الْخَوَاصِّ

(الجامع الصغیر ج ۱ ص ۱۵۸)

یعنی جو اپنے مسلمان بھائی کی معافی کو تباہ کرے
نہ کرے وہ میری خواص کو اثر پر نہ آئے۔

سوچ لو کہ قیامت کے دن کتنی پیس لگے گی۔ شائع محشر کے جام کوثر سے یہ مفصل محروم ہو گیا۔

بیٹے کے سسرال والوں کے بعض حقوق

ایک شخص مذمت کے ساتھ معافی مانگ رہا ہے لیکن وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم ہرگز معاف نہیں کریں گے۔ میں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس جہالت سے بچائے۔ اس معاملہ میں ماں باپ کی بھی تربیت و ضرورت ہے۔ ان کو بھی چاہیے کہ ہشتی زیور لے گیا، مویں حصہ میں رسا، حقوق الوالدین پڑھ لیں جس سے معلوم ہوگا کہ والدین کے یہ حقوق ہیں اور یہ نہیں ہیں، والد کا کیا حق ہے، بیٹے اور بہو کا کیا حق ہے۔ سچ کل ماں باپ کا یہ حق ہے کہ عید بقرعید پر بیٹا بیوی بچوں کو لے کر سسرال چلا گیا یا سسرال سے بھی دعوت لگنی کہ سچ ہمارے یہاں افواہی کرینا تو جو ماں باپ علوم و معیشت و تق نہیں میں غوراً کہتے ہیں کہ اچھا تم تو جو روکے غلام ہو گئے، بیوی کے خمر پر پتہ ہو، سسرال والوں کے زر خرید غلام بن گئے جاؤ تم سے بات بھی نہیں کریں گے۔ یہ یہ بات ہوئی یعنی سسرال کا کوئی حق نہیں ہے۔ بس صرف تمہارے ہی حقوق ہیں۔

میاں بیوی کے حقوق و فرائض

اس پر ایک بات یاد دلانی چاہئے کہ طور پر کہتے ہوں۔ میرے ایک دوست ہیں وہ کہتے ہیں کہ تم ہمیشہ بیوی پر رحمت و شفقت کا اعطا کیتے ہو یکس بیوی کے ذمہ شوہر کے کیا حق ہیں اس کو یہاں نہیں کرتے حالانکہ بار مانتا دیا کہ شوہر ناراض ہو گیا ہے تو تمہاری تسلیج و تہجد سب بے کار رات بھر فرشتے اس عورت پر منت کرتے ہیں جس کا شوہر ناراض ہو گیا۔ اس سے زیادہ شوہر کے حق اور کیا بیان کروں۔ لیکن وہ بے چارے بیوی کا بہت خیال کرتے ہیں، ان کی بیوی ذرا تیز مزاج

ہے۔ ایک دن غص کر کہنے لگے کہ میں صدر انجمن رس مریاں ہوں حتیٰ رن مریدوں کی ایک انجمن سے جس کا میں صدر اور پریڈنٹ ہوں۔ میں نے کہا کہ بھئی یہ جملہ تو بڑے مذید ہے۔ غص نہیں لے مگر انہوں نے حق کی عظمت کی وجہ سے اللہ کے لیے ہمدی بندوں کو برداشت کرنا جس کا نام رس مرید کی نہیں ہے بلکہ بیویوں کے حقوق میں سے ہے کہ اس وقت کہ مائیکر فون روست مریاں جا رہی ہوں کہ وہ بیٹھی بیٹھی سے ہیں میں انہیں صبر و بردباری سے اس بخاری شریف کی حدیث سے عورت نیک حتیٰ بی بی س طرح سے دیکھتا ہوں نیز بی بی نامہ رس مریاں میں اس حدیث سے قلم لیا ہے کہ اگر عورت نیک حتیٰ بیٹھی ہو تو اس سے یہ سارے کام آتے ہیں۔ یہ سارے کام چاہے اس سے بیویوں کے معاملہ میں تو حق کی رو سے عظمت و تکریم و حقانیت و حدیث سے ان کو نکال کر کہ ان کو معلوم ہو کہ شاہ کا بیان حق ہے۔ اگر بیوی رت بھر تھک پڑھ لکھی ہے بھروسہ رس مریاں سے نہیں لیا تو فرشتے اس پر رحمت کر رہے ہیں۔ بی بی حدیث ان کے لیے ہوتی ہے۔

میرے دوستوں میں یہ غص کر رہا ہوں کہ اگرچہ شریعت کے مطابق بیوی سے خشن سلوک کرے تو جسے ماں باپ تو بہت بہن رس و مہر دے دیتے ہیں کہ خدا کرے تیرا حق یہاں پر نہ ہو، خدا کرے تو رہا ہو جائے۔ یہ بہت ہی ظلم ہے اور یہی بددعا کرنا ناجائز ہے۔ یہے ماں باپ کو اپنی صداقت کرنی چاہیے اور بھشتی زیور کا گیار سواں حصہ جہاں ماں باپ کے حقوق میں اور بیوی بچوں کے حقوق میں اس کو بار بار پڑھیں تاکہ اس کو سمجھ آئے۔

خون کے رشتوں کے حقوق کی اہمیت

اب میں قرآن پاک کی آیت کی غمخواروں کی سید محمود بخدا کی کی غمخوار

روح المعانی سے ثابت ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ﴾

(سورۃ نساء پارہ ۴)

اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم لوگ اپنا حق مانگتے ہو۔ و ارحام یعنی خون کے رشتوں کے حقوق میں تم و راہو شیار رہو ان کا حق و کرو، اللہ سے ڈرو۔ ایسا نہ ہو کہ کسی خون کے رشتے سے قطع رحمی کے سبب تمہاری دعا بھی قبول نہ ہو۔ میدان عرفات میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی اور فرمایا کہ جس نے کسی سے رشتہ کاٹا ہو وہ اس سے جوڑ لے ورنہ اس کی وجہ سے دعا قبول نہیں ہوگی اور ہماری بھی دعا قبول نہیں ہوگی۔ ایک صحابی اٹھے جنہوں نے اپنی خار سے بون چال چھوڑ دی تھی اور فوراً جا کر کہا کہ خار جان مجھے معاف کر دیجئے کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا ہے کہ جو خون کے رشتوں کو کاٹ دے گا، اللہ تعالیٰ بھی اس سے کاٹ دیں گے اور اس کی نحوست سے دعا قبول نہیں ہوگی۔ لہذا حالہ سے معافی مانگ کر دعا سلام کر کے، معاملہ ٹھیک کر کے آگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے۔ لہذا ذرا ذرا سی بات پر سکے بھائی سے چچا ہوں و اما نا یعنی خون کے رشتوں سے رشتہ نہ توڑو۔ بلا ضرورت شدیدہ خون کے رشتوں کو کاٹنا ناجائز نہیں۔

حقوق رشتہ داری کے حدود

ہاں کوئی وجہ ہو تو علماء سے پوچھو کہ ان حالات میں شریعت کا کیا حکم ہے مثلاً کوئی رشتہ دار ہر وقت بچھو کی طرح دستار بتا ہے یا کوئی مدین ہے جو ہمیں برائی میں زبردستی شریک کرنا چاہتا ہے کہ میرے یہاں آتا پڑے گا، لی وی دیکھ پڑے گا اگر دین کی وجہ سے رشتہ داری کا حق ادا نہیں کر سکے تو ٹھیک ہے، ایسے لوگوں کے پاس اس وقت مت جاؤ لیکن بعد میں نرمی سے سمجھاؤ، اللہ و انوں کے پاس سے

جاؤ۔ ان شاء اللہ فائدہ ہوگا۔ بہت ہی شدید حالات میں ترک تعلق جائز ہے لیکن اس کے لیے عہد سے مشورہ ضروری ہے۔ کسی صاحب کو ایسے حالات پیش ہوں تو وہ مجھ سے تہائی میں مشورہ کریں۔ مشکوٰۃ کی شریعت مراقبہ میں اس کی بہت زبردست بحث ہے اس کے حوالہ سے ان شاء اللہ تعالیٰ ان کو مشورہ دے سکوں گا۔ ان معاملات میں اس مشورہ کو میرے شیخ نے بھی بہت پسند فرمایا۔ لیکن بغیر ہم کی روشنی کے محض اپنی رائے سے بدعت عہد کے مشورہ کے قریبی عزیزوں سے قطع تعلق کرنا جائز نہیں ہے۔

دوستو! حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ رحم کو رہاں دے دے گا یعنی خوں کے رشتہ کو بند رہاں دے دیں گے وہ کہے گا کہ یہ اللہ میں خون کا رشتہ ہوں، آپ نے میرا رحم رکھا ہے، آپ کا نام رحمن ہے۔ میں آپ سے مشتق ہوں یعنی آپ سے کٹ کر نظاموں لہذا میرا حق دوائے۔ جس نے مجھے جوڑا آپ اس سے جوڑ لیجئے اور جس نے مجھے کاٹا آج اسے آپ کاٹ دیجئے۔ کتنی اہم معاملہ ہے۔ اس لیے مشورہ کر دیجئے۔ اگرچہ بعض سخت حالات میں مجبوروں کے تحت قطع تعلق کی اجازت کی صورتیں ہیں میں جہاں تک ہو سکے نباہ کر دو۔ بد ضرورت ذرا ذرا سی بات پر خون کے رشتوں کو نہ کاٹو۔

خون کے رشتوں میں کون لوگ شامل ہیں؟

اب سنئے ارحام یعنی خون کے رشتوں سے کیا مراد ہے؟ یہ بات دنیا میں جہاں بھی بڑے بڑے عہد کے سامنے میں نے بیان کی سب نے کہا کہ آج زندگی میں پہلی دفعہ ہم نے یہ بات سنی ہے، ہمارے عمر میں آج اضافہ ہوا۔ ہم لوگ رحم کے بارے میں خدا بھی میں جنتا تھے۔ مومن لوگ سمجھتے ہیں کہ ماں باپ بہن بھائی دادا دادی نانا نانی خالہ پھوپھی وغیرہ صرف یہ خون کے رشتے ہیں۔

لیکن عدم آلودی السید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ روح المعانی میں ارحام کی تفسیر فرماتے ہیں کہ:

الفر ذبالا ارحام لأقرباء من حبیہ نسب ومن حبیہ النساء

یعنی ارحام سے مراد دور رشتے میں جو نسب میں حاملین سے بہتے ہیں جیسے ماں باپ، دادا کی نامانی وغیرہ اور دور رشتے بھی ہیں جو بیویوں کی طرف سے ملتے ہیں جیسے ساس سربراہ، بہتی وغیرہ یہ سب بھی خون سے رشتوں میں شامل ہیں۔ یہ حق و یہانی ہے۔ یہ ہے کہ "ہاں ہاں" میں دیکھیں۔

سسرالی رشتوں کی حق تلفیاں

وہاں سسرال واپسی میں دیتے ہیں۔ یہ ہیں۔ مٹی پاں۔ اوپ وہ۔ دیں تو ہر وقت۔ کچوں پر تاؤ اس رہے ہیں۔ تو ساس سرہا ب اپنی بیوی پر کوئی حق نہیں رہا۔ دور فارانی بات پر ساس سرہا جنگ چل رہی ہے۔ اس کو حقیر سمجھ رہے ہیں۔ ماں آگیا رہو مٹی اور اس نے کہا کہ حیدر دووں میری بیوی اور رہنے دو، میری خدمت کرے گی تو کہتے ہیں کہ میرا حق ہے۔ اب میں اس ہا مک ہوں اس کا کال پکڑ کر لے جاؤں گا۔ ارے جاہلہ اللہ سے ڈرو۔ تمہارے اوپر بھی یہ وقت آسکتا ہے اور عائلی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں سسرال و صھر فرمایا تو سب کہتے ہیں خاندانی رشتوں کو دور صھر سے مراد سسرالی رشتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عطا کیا ہے معطوف علیہ معطوف حکم میں ایک کے ہوتے ہیں ہے جیسے حواء ربذ و حائلہ، زید بھی یہ خاندانی آیا تو آنے میں دونوں شریک ہیں۔ اس آیت کے دلیل میں عائلی قاری بھی دیکھ فرماتے ہیں جو عدم آلودی نے فرمایا کہ جتنا حق تمام حوں کے رشتوں کا ہے اتنا ہی سسرال والوں کا ہے۔ ان سے ذرا داری بات پر ٹرنا جائز نہیں، حرم

ہے، گناہ کبیرہ ہے۔ اس لیے اگر بیٹا اپنی بیوی کو لے کر عید بقرعید کو یا کسی اور دن سس سر کا حق داکرنے جاتا ہے تو ماں کو یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ اچھا تو جو روکا غلام بن گیا، باپ کو یہ کہنا جائز نہیں کہ اچھا تم بیوی کے قاتل بن گئے، یہ کیا جہالت کی بات ہے، یہ جاہلیت چلی آ رہی ہے۔ دوستو بہت ہی جہالت، عہم کی کمی اور بے رحمی کی بات ہے بلکہ آپ کو تو مبارکبادی پیش کرنا چاہیے کہ جاؤ، سس سر کا بھی حق ادا کرو، ماں کا بھی حق ہے۔ پندرہ سال پال کر پٹی خنی دیتے ہیں، کیا ماں باپ سے ملنا اس کا حق نہیں ہے؟ تم پتی بیٹی دیتے ہو تو کیا پسند کرتے ہو کہ اس کے سس سر بھی تم سے نہ ملنے دیں لیکن دوسرے کی بیٹی پر ڈنڈا شادی اور نوکر شادی چلانا چاہتے ہو۔ تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس معاملہ میں سچ کل وادین بہت زیادتی کر رہے ہیں۔ بیٹا بے چارہ دین دار، اللہ والا اگر بیوی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہے تو ماں ناراض ہیں۔ بے چارہ بے قصور ہے پھر بھی ماں کے پیڑ پکڑ کر کہہ رہا ہے کہ ماں معاف کر دو۔ ماں ہیں کہ پھر رہی ہیں کہ نہیں اہم نہیں معاف کریں گے، بس ہمارے جنازے میں بھی شریک نہ ہونا۔ ارے! جہالت کی پوٹلیں اذہر من الشمس سے ڈرو۔ اگر تم معاف نہیں کرو گی تو خدا بھی قیامت کے دن تمہیں معاف نہیں کرے گا تب پتہ چلا گا۔ یہ نکتے ہیں کہ جو زمین پر اللہ کے بندوں کی خطائیں معاف کرتا ہے قیامت کے دن اللہ اس کی خطائیں معاف کر دے گا۔

حضرت صدیق اکبر کی صلہ رحمی کا واقعہ

اللہ تعالیٰ تو قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

﴿الْأَنْحِبُونَ أَنْ يُعْصِرَ اللَّهُ لَكُمْ﴾

(سورۃ نور پارہ ۸)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی کہ اے

ابو بکر صدیق کیا تم کو یہ بات محبوب نہیں ہے کہ تم میرے اس بڑی صحابی کو جو تمہارا رشتہ دار ہے اور غریب ہے معاف کر دو اور اللہ تمہیں معاف کر دے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے قسم کھائی تھی کہ اب کبھی اس رشتہ دار کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کروں گا، کچھ خیر خیرات بھی نہیں دوں گا، بات چیت بھی نہیں کروں گا۔ اس آیت کے نازل ہوتے ہی صدیق اکبر نے قسم توڑی، کفارہ ادا کیا۔ اور کہہ اللہ کی قسم ایتھے احب ان یغفر اللہ لہی میں محبوب رکھتا ہوں کہ اللہ قیامت کے دن مجھے معاف کر دے، اے خدا صدیق تیری آیت کی قدر کرتا ہے تیرے ہر حکم پر جان دیتا ہے۔ میں محبوب رکھتا ہوں کہ اس کو معاف کر دوں درآئندہ میں اس کا اور زیادہ خیال رکھوں گا، ان کے ساتھ اور زیادہ احسان کروں گا۔

بعض ساسوں کی بے رحمی

اور آج کیا حال ہے کہ راز راسی بات پر مائیں کہہ دیتی ہیں کہ اس سے تو بہتر تھا کہ میرے اولاد ہی نہ ہوتی۔ یہی وہ مائیں ہیں کہ مگر اولاد نہ ہو تو تعویذیں مانگتی پھرتی ہیں، روتی ہیں کہ خدا مجھے یک اولاد دے دے اور جب خدا اولاد دے دیتا ہے تو دماغ میں خناس و رخصہ رتا کہ وہ بے چارہ معافی مانگے تو ان کا مزاج ہی ٹھیک نہیں ہوتا۔ شکایت اور ظلم سے بہو کی زندگی حیران کر دیتی ہیں۔ کیا جو بہوتی ہے وہ بیٹی نہیں ہے؟ اگر تمہاری بیٹی کے ساتھ ساس اس کی ساس یہ معاملہ کرے تو پھر تم کیوں تعویذیں لینے لگتی ہو۔ بہو کے ساتھ وہی معاملہ کرو جو اپنی بیٹیوں کے ساتھ کرتی ہو۔ یہ کیا کہ اپنی بیٹی کے لیے تو تعویذیں مانگو اور دوسرے کی بیٹی بیٹی نہیں ہے؟ انتہائی بے رحمی کا معاملہ ہوتا ہے، میں بہت دیکھے ہوئے دل سے کہہ رہا ہوں، یہ وقعات فرضی نہیں عرض کر رہا ہوں۔ اس قسم کی باتیں میرے کان میں مائی جاتی ہیں کہ صاحب یہ معاملہ ہو رہا ہے۔ اس

لیے دوستو یہ عرض کر رہا ہوں کہ خالی اللہ کا حق ادا کرنے سے اللہ واسے نہیں بنو گے جب تک اللہ کے بندوں پر رحم کرنا نہ سیکھو۔ غصہ کا خناس نکالو۔ حدیث پاک میں آتا ہے:

مَنْ كَفَّ غَضَبَهُ كَفَّتِ الْمَلَأَةُ عَنْهُ عَذَابُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

جو اپنے غصہ کو روکے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ

اپنا عذاب اس سے روک لے گا۔

اب جن کو بہت غصہ آتا ہے ذرا وہ اپنا مزاج درست کر لیں۔ کیسے؟ اپنے غصے کو روکیں، مزاج کو رحمدل بنائیں تاکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے ساتھ رحم و دہن فرمائیں۔ بعض کہتے ہیں کہ صاحب کیسے برداشت کریں، جھنجھلاہٹ آجاتی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ اس شخص کو یک ڈنڈ لگاوں جو جھنجھلاہٹ جھنجھلاہٹ کرتا ہے۔ یہ سب بہانے کی باتیں ہیں۔ خود سوچو کہ بے جا غصہ کرنا بڑے عیب کی بات ہے ورحیم الطبع وہ بہت بڑی خوبی ہے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ مغفرت ابراہیم علیہ السلام کی شان میں فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ اٰنْرٰهٖمۡ لَعَلِیْمٌ اَزَآءَ مُنِیْبٍ ﴾

(سورہ ہود پارہ ۱۲)

جس کا ترجمہ حکیم امت نے یہ کیا ہے کہ واقعی ابراہیم علیہ السلام بڑے حکیم الطبع رحیم المزاج رقیق القلب تھے یعنی طبیعت کے بڑے حکیم تھے، مزاج کے رحمت والے تھے، درد بے نرم تھے۔ یہ ہیں صفات جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی بیان فرمائیں۔ پس اسے دوستو! اگر تم اللہ کے حبیب بننا چاہو تو میری ماؤں بہنو! تم اگر اللہ کی ولیہ اللہ کی دوست بننا چاہتی ہو تو یہ تین عفتیں اپنے اندر پیدا کرو۔ دل میں برداشت کی طاقت ہو، مزاج میں شان رحمت غالب ہو اور تمہارا دل نرم ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رحمدلی کا واقعہ

دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایک بکری جب ریوڑ سے بھاگ گئی تو کیا واقعہ ہوا؟ یہ واقعہ میں کسی اردو ڈائجسٹ سے بیان نہیں کر رہا ہوں۔ علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں اور دیگر مفسرین لکھتے ہیں کہ بکری جب ریوڑ سے نکل کر بھاگ گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے دوڑے۔ ہرنی سے بکریاں چروائی گئی ہیں تاکہ ان کے دل میں برداشت کی طاقت پیدا ہو کیونکہ بکریوں کو چرانا آسان نہیں ہے۔ یہ بہت جلدی ادھر ادھر بھاگتی ہیں کہ چرواہا عاجز آ جاتا ہے۔ اللہ میاں انبیاء کو پہلے بکریوں سے مشق کراتے ہیں کہ پہلے بکریوں پر مشق کرو تب تمہیں امت کی خدمت دیں گے۔ چنانچہ جب بکری بھاگ گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے بھاگے یہاں تک کہ چرووں میں آجے پڑ گئے، کانٹے چبھ گئے، خون بہنے لگا، آئندہ ہونے والے نبی کے خون بہہ رہا ہے اور میلوں پیچھے بھاگ گئے کے بعد جب اس کو پکڑا تو بتاؤ ہم آپ ہوتے تو کیا کرتے؟ خوب پٹائی کرتے، پھر اٹھا کر چنک دیتے اور چھری پھیر دیتے۔

میرے استاذ حدیث حضرت مولانا عبدالمقیم صاحب فاضل دیوبند نے یہ قصہ سنایا تھا کہ ایک شخص نے سنا کہ اس کی شادی ایک ایسی عورت سے ہو رہی ہے جو بہت ہی بدتمیز ہے اور غصہ کی تیز ہے۔ اس نے کہا کہ میں اس کا علاج کروں گا۔ جب سسرال جانے لگا تو ایک بکری ساتھ لے لی۔ جب واپس آنے لگا تو راستہ میں بکری بولی، ”میں“۔ اس نے بکری کے ایک تھنر مارا اور کہا اچھا اگر اب ”میں“ کیا تو یک ڈنڈا ماروں گا۔ پاگلی میں ٹنھی بیوی نے کہا کہ یہ تو بکری کے ”میں میں“ کرنے پر تھنر مار رہا ہے تو مجھ کو کتنا مارے گا۔ اس کے بعد بکری نے دوسری بار ”میں“ کیا تو اور زور سے مارا اور چیخا کہ تانق خاموش ہو جا ورنہ ذبح

کردوں گا۔ تین چار تھپڑ کے بعد گھر قریب آگیا۔ بکری نے پھر ”میں“ کیا تو اس کو اٹھا کر پٹک دیا اور کہا کہ خبیث مانتی نہیں ہے، بار بار منع کرتا ہوں، تھپڑوں سے تو ٹھیک ہوئی نہیں، اب تیرا علاج یہی ہے اور بسم اللہ، اللہ، کبر کہہ کر ذبح کر دیا اور دل میں سوچا کہ یا اللہ! اسی سے ولیمہ کروں گا۔ یا اللہ! ولیمہ کی نیت سے ذبح کر رہا ہوں، غصہ سے نہیں کر رہا ہوں۔ اگلے دن اسی گوشت سے ولیمہ کر دیا لیکن بیوی پر رعب پڑ گیا، ہمیشہ کے لیے تابعدار ہو گئی اور اس کا سارا غصہ دُور ہو گیا۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب وہ بکری مل گئی تو انہوں نے نہ اس کو مارا نہ پٹا، کچھ نہیں کہا بلکہ رونے لگے۔ اور اس کے کانٹوں کو اپنے ہاتھوں سے نکالنے لگے۔ نبوت کے ہاتھ بکری کے کانٹے نکال رہے ہیں۔ اپنے پاؤں کے کانٹے بعد میں نکالے پہلے بکری کے کانٹے نکالے۔ اور مارے شفقت کے روتے بھی جا رہے ہیں اور فرمایا کہ اے بکری اگر تجھے موسیٰ پر رحم نہیں آیا تو کم از کم اپنی جان پر تو رحم آتا چاہیے تھا۔ اتنا بھگنے سے تجھے کیا ملے، آخر پکڑی گئی اور کانٹے چھو گئے اور تیرے بھی خون بہہ گیا اور میرے بھی لیکن اگر میرے خون پر تجھ کو رحم نہیں آیا تو اپنے اوپر ہی رحم کر لیتی۔ جب فرشتوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ شفقت اور پیار دیکھا تو عالم ہال میں اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے اللہ! یہ شخص نبوت کے قابل معلوم ہوتا ہے۔

اللہ کے پیارے بندوں کی علامات

اللہ تعالیٰ کے علم میں تو پہلے ہی تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر بنانا ہے۔ اللہ کے نزدیک پیارا بندہ وہی ہے جو اللہ کی مخلوق کے ساتھ، اپنے بیوی بچوں کے ساتھ، اپنے رشتہ داروں کے ساتھ، تمام انسانوں کے ساتھ حتیٰ کہ جانوروں کے ساتھ بھی رحم دل ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرنا سیکھو۔

ایسی عورت کو قیامت کے دن خدا کی رحمت سے محروم کیا جاسکتی ہے جو ذرا سی بات پر بیٹھے سے کہے کہ ہم تمہارا منہ نہیں دیکھیں گے۔ تمہاری بہن بھی کسی کی بیٹی ہے، اس کے بھی حقوق ہیں، اس میں آڑے مت آؤ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ ماں باپ کے حقوق الگ ہیں، بیوی بچوں کے حقوق الگ ہیں، سب ایک دوسرے کے حقوق داکریں تو گھر جنت بن جائے۔ یہ بھی بڑی بات ہے۔ بیٹا معافی مانگ رہا ہے اور ماں باپ کہتے ہیں کہ ہم معاف نہیں کرتے۔ ماں باپ تو ایسے ہوتے ہیں کہ بچے معافی مانگے تو فوراً گلے لگائیں۔ معصوم سوا کر رحمت کا نام نہ لیا۔ یہ مزاج قابلِ ملامت ہے۔

والدین کے حقوق

اور جہاں تک ماں باپ کے حقوق کا تعلق ہے قرآن وحدیث میں کھول کر بیان کر دئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ن لا تعبدوا الاباء والاسماء (پس اسراۃ نمبر ۲۳) کے بعد فوراً فرمایا وبالوالدین احسان کہ اپنے والدین کے ساتھ احسان کرو۔ اپنی عبادت کے ساتھ والدین سے خُش سلوک کا حکم دے کر والدین کی اہمیت بتادی کہ اصلی مربی میں ہوں اور والدین متوفی ہیں لہذا میرے حق کے بعد ان کا حق ہے۔ اور یک دھار سمجھائی:

وَتَزْكِيهِمَا كَمَا رَزَقْتَهُمَا صَغِيرًا سُوْرَةُ الْاِسْرَاءِ آیت ۲۳

اے میرے رب! میرے ماں باپ پر اس طرح رحم فرما جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے اور جس طرح بچپن میں انہوں نے میرے اوپر رحم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا بچپن یاد رہے ہیں۔ ہم بچپن سال کے ہو جاتے ہیں تو اپنے بچپن بھوں جاتے ہیں۔ جوانی و رفاقت میں بوڑھے ماں باپ سے انسان گستاخیں کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ بس اب برداشت نہیں ہو رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس

آیت میں ایسی دعا سکھائی جس میں ہمیں ہمارے بچپن یا دورہ یا اور ماں باپ کے احسانات بھی یاد دلانے کے ساتھ احسانات کے بدلہ میں مجھ سے یوں دعا کرو:

﴿ رَبِّ ارْحَمْنِہُمَا کَمَا رَئِیْتُ صَغِيرًا ﴾

اے میرے رب میرے ماں باپ پر رحمت نازل فرما، کما رَئِیْتُ صَغِيرًا جیسا کہ انہوں نے بچپن میں میرے ساتھ رحمت کا معاملہ کیا۔

والدین کے ساتھ اساتذہ و مشائخ
کے لیے دُعا مانگنے کا استنباط

اس آیت کے ذیل میں حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر بیان القرآن کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اساتذہ اور مشائخ جن سے انسان اصلاح نفس کرائے اور ان سے دین سیکھے ان کے لیے بھی دعا گورنا چاہئے۔ جب ماں باپ کے لیے دعا مانگتے تو اپنے استاد و شیخ کے لیے بھی دعا مانگتے۔ حضرت نے لکھا ہے کہ ربوبیت کے معنی ہیں پرورش۔ پس جنہوں نے بھی پرورش کی ہے خواہ جسمانی یا روحانی ان کے لیے بھی دعا مانگنا چاہئے۔ ماں باپ جسمانی پرورش کرتے ہیں، شیخ روحانی پرورش کرتا ہے، لہذا ماں باپ کے ساتھ شیخ سے یہ بھی دعا کرنا چاہئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات

والدین کے حقوق کے سلسلے میں اس وقت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت پیش کرتا ہوں۔ اس سے پہلے راوی کے حالات پیش کرتا ہوں۔ ابوہریرہ کے معنی ہیں مٹی کے بچے کا ابا۔ خرویرہ کہتے ہیں مٹی کے چھوٹے بچہ کو۔ ابوہریرہ، حضرت ابوہریرہ کا اصلی نام نہیں تھا۔ یہ ایک دن اپنے آستین میں مٹی کا بچہ لیے ہوئے تھے۔ سرور عام صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تیری

آستین میں کیا ہے؟ عرض کیا کہ بی کا بچہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
آت الہو ہریرۃ تم اس بی کے بچے کے ابا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان
مبارک سے جو بات نکلی وہ قیامت تک کے لیے پکی ہوئی۔

شیخ ابو دکر کیا، انہوی جنہوں نے مسلم شریف کی شرح لکھی ہے ۳۵ وائیل
سے ثابت کیا ہے کہ ان کا اصلی نام عبدالرحمن ہے۔ زمانہ جاہلیت میں ان کا نام
عبدلغیس تھا۔ عبدالغیس کے معنی ہیں سورج کا بندہ۔ اسلام قبول کرنے کے بعد
ان کا نام عبدالرحمن رکھا گیا تھا لیکن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے
جب ابو ہریرہ نکل گیا تو یہی نام مشہور ہو گیا اور اتنا مشہور ہو کہ کسی نے ان کا اصل نام
جیسے اس کا کوئی نام ہی نہ تھا، اپنی کنیت سے ایسے مشہور ہو کہ لوگ ان کا اصلی
نام بھول گئے، یہاں تک کہ ان کا اصلی نام ثابت کرنے کے لیے محدثین کو وائیل
قائم کرنے پڑے۔ زبان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو نام نکل وہی مقبول
ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر آدمی ان کا اصلی نام نہیں جانتا۔ بڑی کتابوں میں جیسے
مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں اور دوسری بڑی شروح میں ان کا اصلی نام عبدالرحمن
لکھا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پانچ ہزار میں سو چونتیس حدیثوں کا مدینہ طیبہ
میں درس دیا کرتے تھے۔ جب یہ پڑھانے جاتے تھے تو راستہ میں ان کی والدہ
کا مکان پڑتا تھا۔ یہ اپنے اماں کو سلام کر کے اور ان کی دعا لے کر جایا کرتے تھے
اُن کے شاگردوں کی تعداد تھوڑی تھی جن میں تابعین کے علاوہ صحابہ بھی تھے۔
محدثین کرام نے ان کے شاگردوں میں چار مشہور صحابہ شمار کرائے ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

(۳) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان میں سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ہونے کا شرف حاصل ہے۔ علم کی دوست و ویز ہے کہ امیر المومنین کے بیٹے اور بادشاہوں کے بیٹے ایک فقیر درویش کے شاگرد ہو جاتے ہیں۔

ان کے علم کی برکت کی وجہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا تھی۔ ایک مرتبہ انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کی حدیثیں مجھے یاد نہیں رہتیں، میرے لیے دعا فرمائیے کہ میں آپ کی جو بات سنوں وہ مجھے یاد رہے۔ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا افرش داء ک پنی چادر بچھا دو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چادر بچھا دی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تیس دفعہ چادر میں اپنے ہاتھوں سے جیسے جہ بھر کر کچھ ڈالا پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ سے سینے سے کالو۔ انہوں نے چادر کو اپنے سینے سے کالیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے اللہ کے رسول کی کوئی حدیث نہیں بھولتی تھی۔ سب یاد ہو جاتی تھیں۔ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے جب بخاری شریف کی یہ حدیث پڑھائی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گویا علم عطا فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجاہدے بھی تو بہت کیے تھے، بھوک کی شدت کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے، کمزوری کے باعث بے ہوش ہو جاتے تھے۔ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مجاہدہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی خوشبو کوڑا کرتا ہے۔

آج تو ماشاء اللہ طلبہ کو خوب گوشت روٹیاں ملتی ہیں، ذرا ہم لوگوں سے پوچھو، ہماری طالب علمی کے زمانے میں ہفتے میں ایک وقت گوشت ملتا تھا اور وہ

بھی دو ہوئی اور آج طلبہ کو آٹھ آٹھ، دس دس یونٹس مل رہی ہیں پھر بھی سمجھتے ہیں کہ بڑا مجاہدہ کر رہے ہیں۔ عبرت کی بات ہے، رے شمر، داکر وہ آج مجاہدہ آسان ہو گیا، سبق پڑھنا آسان ہو گیا، لہذا محنت زیادہ کرو، زیادہ دل لگا کر پڑھو، اتنا پڑھو جتنا کھاؤ یا جتنا کھاؤ اتنا تو پڑھو، جتنا کھاؤ اتنی ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں میں ایک شاگرد تابعی جن کا نام سعید بن مسیب ہے علم اور کمالات میں سب سے آگے نکل گئے۔ فضیلت کے لحاظ سے صحابہ کرام کے درجہ کو تو کوئی غیر صحابی نہیں پاسکتا، امام ابو حنیفہ بھی نہیں پاسکتے، امام بخاری بھی نہیں پاسکتے، انیس علم کے لحاظ سے، فن کے لحاظ سے، قوت، حافظہ کے لحاظ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سب سے زیادہ حدیثیں حضرت سعید بن مسیب کو یاد تھیں۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ محدث عظیم مشکوٰۃ کی شرح میں لکھتے ہیں نکاح الغنم الناس بعد نبی اہیٰ ہونوۃ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پانچ ہزار تیس سو چونسٹھ حدیثوں میں سب سے زیادہ حدیثیں ان کو یاد تھیں۔

حضرت سعید بن مسیب بہت بڑے فقیر، بہت بڑے محدث، بہت بڑے متقی اور بہت بڑے دن گذارے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت جب شروع ہوئی تو دو سو سال گذرنے کے بعد حضرت سعید بن مسیب پیدا ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساڑھے دس سال خدمت کی۔ کیا شان تھی۔ جب یہ سلام لائے تو آسمان سے جب تک علیہ سلام آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! عمر کے اسلام سے آج آسمانوں پر خوشیاں منائی جا رہی ہیں اور فرشتوں میں غلغلہ مچ گیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ فی روق کا لقب بھی آسمان سے آیا۔

فروق کے لقب کی وجہ تسمیہ

ایک مرتبہ ایک یہودی نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا مقدمہ پیش کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے خلاف فیصلہ دیا جس پر یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پاس گیا، وہ رہا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیصلہ میں نہیں مانا، میرا فیصلہ آپ کیجئے، اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تمہارا ابھی فیصلہ رہتا ہوں۔ یہ فرمایا کہ آپ کو تشرف سے گئے اور تیار لا کر اس کی گردن زانوئی دے دیا کہ یہ ہے یہ فیصلہ جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیصلے کو چھوڑ کر متی سے فیصلہ کرے اس کا فیصلہ میں ہے۔ ان وقت حضرت جبریل علیہ السلام مشرف لائے اور انہوں نے کہا یہ عمر فاروق سے لیاؤ حق الیقین و الحق و البطلان میں فرق کر کے والا ہے۔ اس لیے ان کا لقب فاروق آج سے عطا ہوا، حق سے راجع سے عطا ہوا۔

موت کا دھیان — خاموشی و اعظا

اتنی فحشوں کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خدمت پر جس انگلی سے مہر لگاتے تھے اس پر ایک حدیث لکھی گئی تھی، وہ یہ حدیث تھی؟

كُنْ بِالنُّوْبِ وَاعْظَا

نصیحت کے لیے موت کا دھیان دانی ہے۔

جس شخص سے گمراہ نہ چھوٹتے ہوں، جس شخص میں شہوت کی یہ ری شدید ہو، جس شخص میں غصہ کی یہ ری شدید ہو یہ جس شخص کا اس بارہ رے میں نہ ملے گا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس وصیحت کے لیے موت کا دھیان کافی ہے، یہ خاموشی و اعظا ہے۔ مشکوٰۃ شریف کی شرح میں ہے کہ لکھنے دو واعظا دیئے ہیں، ایک واعظا ناطق یعنی جوئے والا واعظا وقرآن ہے اور ایک

و اعط ساکت یعنی خاموش و اعط وہ موت کی یاد ہے۔

موت کی یاد کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ چار اور اڑھ کر موت کو یاد کر کے کانپ رہے ہیں بلکہ موت کا اس قدر دھین کافی ہے جو ہمیں گنہ کرنے سے روک دے۔ گناہوں کے درآمدات کے جو اعضاء ہیں جیسے تنگھ سے حسنوں کو دیکھ کر حرام لذت حاصل کر رہے ہیں یا کانوں سے گنہ کی باتیں سن کر لذتیں حاصل ہو رہی ہیں، قبروں میں یہ سب اعضاء فنا ہو جائیں گے۔

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا، جو سنا اس نے تھا

ایک خواب اور افسانے کے لیے انسان اپنے اللہ کا غضب اپنے اوپر حلال کر رہا ہے۔ مذت دانگی ہوتی تو بھی کہا جاتا کہ چلو بھئی اس ظلم نے اللہ تعالیٰ کو ناراض تو کیا مگر کچھ فائدہ بھی اٹھایا مگر فائدہ کیا ہے محض خواب و خیال کی دنیا۔

جو چمن سے گذرے تو اسے صبا، تو یہ کہنا بیبل زار سے

کہ خزاں کے دن بھی ہیں سامنے، نہ لگا ناول کو بہر سے

خواب و خیال کی دنیا فانی ہے، یہ چمن جنگل ہونے والے ہیں، کالے بال سفید ہونے والے ہیں، کال پھٹنے والے ہیں، دانت مند سے باہر آنے والے ہیں، کمر جھکنے والی اور بڑھا پانے والا ہے، بچپن جوانی سے، جوانی بڑھاپے سے اور بڑھاپا موت سے تبدیل ہونے والا ہے اور موت قبروں میں لے جانے والی ہے جو بچپن کو بھی لے جاتی ہے اور جوانی کو بھی لے جاتی ہے۔ دنیا سے وہی دل لگاتا ہے جو پاگل و بیوقوف ہوتا ہے۔ عارضی لذت کے لئے اللہ تعالیٰ کے غضب کو اپنے اوپر حلال کر رہا ہے لیکن اگر خدا نخواستہ اسی حالت میں موت آگئی اور بغیر توبہ کے مر گیا تو اس کا کیا حال ہوگا؟ مرنے کے بعد تو جو ہوگا، دنیا ہی میں تافروانی کا عذاب دل پر شروع ہو جاتا ہے۔ بادشاہ ہمیشہ بادشاہ کو گرفتار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جسم پر عذاب

اَسْتَحْبَثَ لِلّٰهِ وَالصَّوۡۤءَةِ وَالطَّيِّبَاتِ السَّلَامَ عَلَيكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةً لِلّٰهِ وَبَرَكَاتَهُ السَّلَامَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ
جتنے صالحین مردے ہیں اللہ سب پر سلامتی نازل کرے، تو صالحین جب فاسقین
ہو جاتے ہیں یعنی جب بونی صانع آدمی گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے تو وہ بھی اس
دعا سے محروم ہو جاتا ہے۔

دُنیا بھر کے اولیاء اللہ کی دعا لینے کا طریقہ

ساری دنیا سے یہ دعا اللہ رب میں جب تہیات پڑھتے ہیں تو صالحین کے
سیچے یہ دعا ملتی ہے۔ جو ایسا اللہ عہد میں نماز پڑھ رہے ہیں اور جو مسجد نبوی میں
نماز پڑھ رہے ہیں وہ بھی تہنات پڑھتے ہیں۔ بہم سامعین جائیں تو ساری
ان کے ایسا اللہ کی دعا السَّلَامُ عَلَیْہَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ہمیں
مل جائے گی، لیکن خدا نڈ کرے کہ کسی کا دل ایسا سخت ہو جائے کہ دیا دلوں کو اس
پر ترس آئے مگر سے اپنی حالت پر ترس نہ آئے۔ یہ دُعا کا مقام ہے، اللہ تعالیٰ
سے رہنے کے لئے وہ دُعا دینی چاہو نہیں، اللہ تعالیٰ ہی فضل فرما میں اور توفیق دیں۔
دقیق صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اس لیے دعا خود بھی کریں اور اللہ دلوں
سے بھی دعا کرائیں۔

خیرۃ میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں
میں حضرت سعید بن مسیب علم و فضل میں سب سے آگے بڑھ گئے۔ ان کے ایک
شاگرد حضرت عیسیٰ بن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رہنے والے تھے در شام
میں منگتی تھے۔ مدلی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ جب فتویٰ لکھتے تھے تو
لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھتے تھے، یہ اللہ انہیں ہے منگتی کرنے کی طاقت مگر
اللہ آپ کی مدد سے۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کے معنی

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ بتاؤ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کے کیا معنی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور رسول بہتر جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا حَوْلَ غَيْرَ مُغَصِّنَةِ اللّٰهِ إِلَّا بِمَعْصَمَةِ اللّٰهِ

وَلَا قُوَّةَ عِلَى طَاعَةِ اللّٰهِ إِلَّا بِعَوْنِ اللّٰهِ

یعنی نہیں ہے گنہوں سے بچنے کی طاقت مگر اللہ کی حفاظت سے اور نہیں ہے نیکی کرنے کی قوت مگر اللہ کی مدد سے۔

حدیث پاک میں ہے کہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے کُنُوزُ مَنَ شَكُورِ الْحَنَةِ محمد شین کرام نے لکھا ہے کہ اس کو جنت کا خزانہ اس لیے فرمایا گیا کہ اس کی برکت سے نیک عمل کی توفیق نصیب ہوتی ہے اور گنہوں سے بچنے کی توفیق نصیب ہوتی ہے اور جنت مٹنے کے یہی دو راستے ہیں کہ انسان نیکی کرنے لگے، ورگنہ سے بچنے لگے لہذا چاہئے کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کم سے کم ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھ لیں۔ آپ کہیں گے کہ ایک سو گیارہ میں کیا خاص بات ہے؟ اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں میں سے ایک نام الْكَافِي ہے۔ ایک سو گیارہ کافی کا عدد ہے۔ ان شاء اللہ ایک سو گیارہ مرتبہ، حول پڑھنے سے اللہ تعالیٰ آپ کی ہدایت کے لیے کافی ہو جائیں گے۔ اس کلمہ کے ذیل و خرد و اشرف پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے روئیں اور سُرْمُزِ کُنِ کہ یہ اللہ مجھ کو میرے نفس کے حوالے نہ کیجئے۔ میں نے اپنی زندگی کو بہت آرمایا، یہ بازو میرے زمانے ہوئے ہیں، ہم کو ہماری ہمت کے حوالے نہ کیجئے، ہم تہ ہو جائیں گے، برباد ہو جائیں گے، آپ اپنی رحمت سے مدد کیجئے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مدد آ جائے گی۔

اللہ تعالیٰ سے ان کی مدد مانگتا ہے، محروم نہیں رہتا لیکن کام رونے ہی سے بنتا ہے۔
 بابا آدم علیہ السلام کا کام رونے ہی سے بنا۔ اسی طرح بچہ لوگوں کا کام بھی رونے
 ہی سے بنتے گا۔ رونے سے پچھلے گناہوں کی معافی بھی ہو جائے گی اور اگلے
 گناہوں سے بچنے کی توفیق بھی نصیب ہو جائے گی۔ اگر صحیح معنوں میں رونا
 نہ آتا ہو تو رونے والوں کی شکل بتاویہ بھی حدیث سے ثابت ہے۔ سرور عالم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل بتالو، اللہ تعالیٰ
 کا فضل اس پر بھی ہو جائے گا۔

تو میں عرض کر رہا تھا سعید بن مسیب کے شمار میں تابعی تھے۔ ایک تابعی
 دوسرے تابعی کا استاد بنا ہوا ہے۔ اس میں کیا اشکال ہے جبکہ بعض صحابی دوسرے
 صحابہ کے استاد بنے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قراوت میں حضرت عمر بن
 الخطاب رضی اللہ عنہ کے استاد ہیں۔

تابعی اس کو کہتے ہیں جس نے صحابہ کو دیکھا ہو۔ حضرت مکحول تابعی ہیں جو
 شام کے سب سے بڑے مفتی تھے۔ اتنے جلیل القدر مفتی کے استاد سعید بن
 المسیب بھی بڑے جلیل القدر تابعی تھے جن کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی
 روایت کردہ احادیث سب سے زیادہ یاد تھیں۔ مفتی شام حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ
 فرماتے ہیں طُفْتُ الْأَوْصَافَ كُلَّهَا فَبِي طَلَبِ الْعِلْمِ مِنْ عِلْمِ دِينِ كِي طَلَبِ
 مِنْ زَمَانٍ كِي بَسْتِ سِرِّ كِي فَمَا لَقِيتُ أَغْلَمَ مِنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ مِنْ نِي
 سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ سِي بَزْهَ كَرَسِي عَامٍ كَوْنِي سِي بَا۔

اسماء عظمیٰ اور مُقْتَدِر کے معانی

ایک آیت کی تفسیر میں علامہ سید آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت
 سعید بن المسیب کا ایک واقعہ لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

طَرَانِ الْمُطْطَرِّ فِي حِلِّ وَ نَهْرٍ فِي مَفْعَدِ حَقِّ عَدٍّ مِلَلَاتِ مُفْتَسِرٍ ۝
(سورۃ قدر آیت ۵۴، ۵۵)

اندھا پاک کے دوہام میں مہلب اور مفتدر۔ مہلب سے معنی یہاں ۵۴ بیت اور
مہلب میں کیا فرق سے ۵۵ بیتوں بدھائی سے نام ہیں۔ مہلب کے معنی ہیں
صاحب مہلبات اور مہلب سے معنی ہیں صاحب مہلبت حسیہ یعنی بہت بڑی
مہلبت کا ملک۔ بدھائی نے ملک حسی فرمایا اور مہلب بھی فرمایا۔ سورۃ القمر میں
مہلب اور مقتدر نام ہیں۔ مقتدر کے معنی قدرت کا ملک اور مقتدر کے معنی
ہیں نہ صاحب مہلبت بڑی قدرت کا ملک۔ ان دونوں کے بارے میں
مفسرین کہتے ہیں کہ ان کے اندر اسرار عظیم چھپاتے ہیں دو برگ ناموں میں
بدھائی کی آیت میں شاں چھپا رکھی ہے۔ اگر کوئی شخص چاہے کہ میری
دعا قبول ہو تو وہ ۱۰۰ ناموں کو پڑھ لے یا مہلب یا مفتدر تو مسرین لکھتے
ہیں کہ اس کی دعا قبول ہو جائے گی۔

اب علامہ آقا سید محمود بخاری اس آیت کی تفسیر میں حضرت سعید بن
المسیب کا ایک واقعہ لکھتے ہیں، یہ واقعہ ہمارے لیے جہاں مفید ہے۔ حضرت
سعید بن المسیب مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے مدنی ہیں۔ صحابی جمعین اور تابعین
مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مہربان کرتے تھے۔ تو جو واقعہ عرض کرنا تھا وہ یہ ہے کہ ایک
مرتبہ حضرت سعید بن المسیب فخری مہربان کے سے تھے مہربان کو رات کا وقت سمجھے
میں کچھ دھو کر رک گیا اور دو گھنٹہ پہلے مسجد پہنچ گئے۔ صبح ہونے تک تہجد اور عبادت
میں مشغول رہے۔ رات کو عبادت سے تھک کر سوئے تو غیب سے ایک آواز آئی
کہ سعید ابن مسیب تو یہ دعا پڑھ کر جو بھی مانگے گا تیری دعا ہمیشہ قبول کی جائے
گی۔ علامہ آقا سید محمود بخاری لکھتے ہیں کہ یہ نبی آواز سن کر وہ خوف زدہ
ہو گئے۔ پھر یہ آواز آئی کہ درود مت، تمہیں یہ درود دی جا رہی ہے، یہ پڑھو

اللّٰهُمَّ اِنَّكَ مُبَلِّغُ مُقَدَّرِ مَآثِئِہٖ مِنْ اَمْرِ یُثْکُوْنَ۔ ہاتھ غیبی سے تابعی کو ایک وظیفہ مل رہا ہے۔ دعا مآویں جیں مفسر عظیم اپنی تفسیر روح امداہی میں یہ واقعہ بیان کر رہا ہے۔ اللّٰهُمَّ اِنَّكَ مُبَلِّغُ مُقَدَّرِ مَآثِئِہٖ مِنْ اَمْرِ یُثْکُوْنَ کے معنی ہیں کہ اے اللہ آپ مالک ہیں، آپ مقدر ہیں جو آپ چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے، جس چیز کی مشیت کا آپ فیصلہ کرتے ہیں وہ ہو جاتی ہے۔

حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ میں نے تمام زندگی اس دعا کو پڑھ کر جو بھی دعا مانگی وہ کبھی رد نہیں ہوئی، ہمیشہ مقبول ہوئی۔ طامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اس دعا میں یہ خاصیت ہے تو میں بھی کیوں نہ مانگوں چنانچہ جہاں نہیں ملتا یہ دعا تحریر کیا ہے وہاں آپے۔ مگر یہ دعا مانگی اور اس کے بعد یہ دعا مزید مانگی کہ اَسْأَلُکَ اِنِّیْ لَیْ اِذْیَنْتَ اِلَیَّ۔ اے اللہ مجھے، دونوں جہان میں نیک بخت بنادیتے، تجھی قسمت والے بنادیتے و تَحْسُنْ لِّیْ اور آپ میرے خالص بن جائیے و لَا تُکِلْ عَلَیَّ اور میرے خلاف کبھی نہ ہو جائیں و اَنْصُرْنِیْ علی من یُغْی علی و یرِی مدد دیتے و تَوْکُلْ پر جو مجھ سے عدوت کر کے مجھے تکلیف اور نقصان دینا چاہتے ہیں و اَعِیْذُ بِیْ مِنْ هُمْ الذِّہْنِ اور مجھے قرض کے غم سے نجات دے دیتے و فُہِرَ الزَّحَالِ اور غموں سے سب اٹھم، اظلم و حور سے مجھ کو محفوظ فرمادیتے و شَعَانَةُ الْاَغْدَاءِ اور دشمنوں کے لعن و لعن سے اور اعتراضات سے مجھ پر دیتے۔

وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلِّمْ
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی معافی کا واقعہ

معلوم ہو کہ سہ ماہی عظیم مدیک اور مقتدر کہ واسطہ سے دعا قبول ہوتی ہے لہذا یہ عالم بھی مانگ لیں کہ یا اللہ ہمارے ذمہ جو وہدین کے حقوق ہیں، رشتہ و رول کے حقوق ہیں، اولاد کے حقوق ہیں، ان کو صحیح طور سے ادا کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرما کیونکہ حقوق العباد کا معاملہ اتنا اہم ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے صاحبزادوں نے اپنے ابا جی حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم نے اپنے بھائی پر ظلم کیا، اس کو غنوں میں پھینک دیا تاکہ وہ مرجائیں یا کوئی قافلہ اس کو لٹھ کرے جا۔ بھائی یوسف نے تو ہمیں معاف کر دیا، لا نغریب علیکم الذیوم۔ ہمد یا آت سے دن تم پر کوئی الزام نہیں، میں تم سب کو معاف کرتا ہوں لیکن ہو سکتا ہے کہ بد حالی سے معاف نہ کیا ہو کیونکہ کبھی بیٹا معاف کر دیتا ہے لیکن با کہتا ہے کہ نہیں میرے بیٹے نے تو معاف کر دیا میں بحیثیت باپ کے معاف نہیں کرتا۔ تم نے میرے بیٹے کو کیوں ستایا۔ بارہا یہ ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی بندے کو کسی نے ستایا تو بندہ نے تو معاف کر لیا لیکن اللہ تعالیٰ نے معاف نہیں کیا۔ اس لیے بیٹوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن ہم سے پوچھ لیا کہ تم نے میرے نبی یوسف علیہ السلام کو کس سے کتوں میں ڈالا تھا، کس جرم کے بنا پر تم نے ان کو ستایا تھا تو ہم اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟ لہذا اے ہمارے باجی آپ ہمارے لیے رور و کر دعا مانگئے۔ آسمان سے معافی حاصل کیجئے، بھائی یوسف نے تو معاف کر دیا، اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی معافی دلو دیجئے تاکہ قیامت کے دن ہم سب بھائیوں کی ذمت و پریشانی کا خطرہ ختم ہو جائے۔

قبولیت دُعا میں تاخیر کی مصلحت

حضرت یعقوب علیہ السلام نے تقریباً بیس برس تک دعا مانگی لیکن قبول نہیں ہوئی۔ اس سے پہلے نبیوں نے چالیس برس تک حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے دعا مانگی تھی جو چالیس سال کے بعد قبول ہوئی۔ آج ہماری دعا چھ مہینہ بھی قبول نہ ہو تو ہم ناامید ہو جاتے ہیں، چھ مہینہ تو بڑی چیز ہے ہم تو رات کو دعا مانگتے ہیں اور صبح دیکھتے ہیں کہ وہ دعا قبول ہوئی نہ نہیں۔

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ ایک سیدھے سادھے سے مجذوب تھے۔ کسی نے اس سے کہا کہ مجھے سخت عاصی غلام ہے دعا مانگتے کہ میں اچھا ہو جاؤں۔ رات کو دعا مانگی صبح ان سے پوچھتے کہ یہ کی باتوں ہوئی کہ نہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام سے واقعہ سے سبق ملتا ہے۔ دعا مانگتے رہو، جلد پاری نہ کرو، نبیوں کے طریقے پر رہو، کوئی پروہ مت کرو، دعا فائدے سے خالی نہیں۔ اگر قبولیت میں دیر معذور ہو تو قبول ہو جاتی ہے یاں کبھی اس کا ظہور دیر سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں اس سے چاہتے ہیں کہ کچھ دن درد دعا مانگ لے، کچھ دن تک درمیری پوکھٹ پر گزارے، قبول تو فوراً کر لیتے ہیں ظہور دیر سے کرتے ہیں تاکہ مدد کچھ دن گزرا تا رہے، میرا ہنسا رہے، مجھے پکارتا رہے مجھے اس کا یہ پکارنا، اچھا متا ہے ورنہ اگر جلد قبول کر لوں گا تو بھگ جائے گا۔ خوبصورت رحمت اللہ علیہ کا شعر ہے۔

امید نہ بر آتا، امید بر آتا ہے

اک عرض مسلسل کا کیا خوب بہانہ ہے

یعنی اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرا بندہ بہت دن تک عرض پیش کرنا رہے، مناجات و عدت پیتا رہے۔ مہاروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب بندہ کہتا ہے

اے اللہ! تو اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں فرماتے ہیں۔

خوش ہی آیا مرا آواز او

واں خدایا گفتنِ دآں راز او

میں اپنے بندوں کی اس آواز سے بے حد خوش ہوتا ہوں، ان کا یہ خدایا اللہ بہتا رہا
پھر اپنی معروضات پیش کرنا مجھے اچھا لگتا ہے، اپنے بندوں کی اس آواز سے
مجھے بہت ہی خوشی ہوتی ہے، لہذا وہ کی قیامت میں بھی میرا ہو جائے تو مجھ کو کد
قبول تو ہوگی، ابھی ظاہر نہیں فرما رہے ہیں۔ ہماری مناجات سے اللہ پاک خوش
ہو رہے ہیں اور اپنی لذتِ مناجات سے ہم مسرور ہو رہے ہیں۔ مومنانا رومی
فرماتے ہیں۔

از دعا نمود مراد عاشقان

عاشقوں کا مقصد دعا کرنے سے کیا ہوتا ہے؟ ہم لوگ تو یہ چاہتے ہیں جلدی سے
ہمارا کام بن جائے لیکن اللہ کے عاشق حسبِ دعا کرتے ہیں تو ان کا مقصد کیا ہوتا
ہے؟

بزخشن گفتنِ بآں شیریں وہاں

عاشقوں کی مراد سوائے اس کے کچھ نہیں ہوتی کہ اس شیریں دامن میں محبوبِ حقیقی
سے کچھ دیر تھوڑی گفتگو اور لذتِ مناجات لے لیں اور فرمایا کہ مگر تم دعا کے غلبہ
میں نامراد ہوئے، تمہارا کام نہ بنا تو سمجھو کہ اللہ تعالیٰ بندوں کی ترغیب بھی
کرتے ہیں، تکمیلِ محبت فرماتے ہیں، جس شخص کی یہ دعا قبول ہو جائے، جس
شخص کی ہر آرزو پوری ہو جائے وہ اللہ کا عاشق کامل نہیں ہو سکتا، تکمیلِ محبت کے
لیے نامرادی لازم ہے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے۔

ہوتی نہ یوں تکمیلِ محبت اپنی تمنا ہوتی جو پوری

جس کی ہر تنہا پوری ہو جائے، پھر وہ اللہ کا عاشق نہیں ہے۔ ہمارے بزرگوں نے تو یہ فرمایا کہ اللہ کی یاد میں تڑپتے رہو یہی حیات ہے۔

بہت پہلے جب میں حضرت مولانا شاہ محمد، احمد صاحب کی مجلس میں پہلی بار حاضر ہوا تو حضرت ترنم سے یہ شعر پڑھ رہے تھے، حضرت کی تیار بھی غضب کی تھی۔ اُس وقت میرا کم عمری کا زمانہ تھا، طبیعت کاغ میں پڑھ رہا تھا۔ کیا کہیں کہ یہاں مزہ آتا تھا۔ بڑے بڑے علماء و کرام ان کے قدموں میں بیٹھ کر حلف لیتے تھے، اللہ کی محبت سیکھتے تھے۔ جب میری ان سے پہلی دفعہ ملاقات ہوئی تو حضرت عہدہ کے سامنے یہ شعر پیش کر رہے تھے۔

نہ جانے کیا سے کیا ہو جائے میں کچھ بہہ نہیں سکتا
جو دستار فضیلت شمع ہو دستار محبت میں
اور پھر یہ شعر کہا کہ اللہ کے بغیر زندگی کیا ہے؟ فرماتے ہیں۔

دل مضطرب کا یہ پیغام ہے
ترے بن سکوں ہے نہ آرام ہے
ترپنے سے مجھ کو فضا کام ہے
یہی بس محبت کا انعام ہے
جو آغاز میں فکر انجام ہے
ترا عشق شاید ابھی خام ہے

یعنی اللہ کے نام کے بغیر سکون و آرام ہو جائے یہ عشق نہیں ہے اور فرمایا۔

لطف جنت کا ترپنے میں جسے ملتا نہ ہو

دنیاوی عاشقوں کو تو ترپنے میں بہت ہی مصیبت اور تکلیف اٹھانی پڑتی ہے، ان کی زندگی عذاب و دوزخ کا نمونہ ہوتی ہے لیکن اللہ کی محبت میں جو ترپتا ہے، بے

چھین رہتا ہے اس کے قلب پر سکینہ کی بارش ہوتی ہے البتہ فرماتے ہیں۔

الطف حنت کا تڑپنے میں جسے ملتا ہے

وہ کسی کا ہو تو ہو نہیں سکتا۔

یعنی جس کو تڑپنے میں جست کا مزد نہ آ رہا ہو وہ خدا کا عاشق نہیں ہے، وہ کسی درکا عاشق ہوگا، کسی مرنے، مرنے، گلنے، بگنے، موتنے، جان بیکار ہوگا اور نہ اللہ کی یاد میں تو بہت مزد آتا ہے اور فرماتے ہیں۔

قیس چہرہ رموز عشق سے قہار ہے خبر

ورنہ ان کی راہ میں تاقہ نہیں، مجلس نہیں

قیس مجنوں کا نام تھا۔ وہ اونٹنی پر بیٹھ کر لیلیٰ کا راستہ طے کرتا تھا لیکن مون کا راستہ طے کرنے کے لیے اونٹنی کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ کے راستے پر تو آدمی دس کے پر سے اڑتا ہے۔ ہارف کا جسم زمین پر ہے لیکن دل کے پر وہ سے وہ مروقت اللہ کے عرشِ عظیم تک اڑ رہا ہے، اللہ کی یاد میں سہوے و ناکہ عیش تک جا رہے ہیں۔ اپنا ایک شعر یاد آ گیا۔

میرا پیہ نہ دیا جاگے مکان سے، مکان

اے میری آج بے نوا، تو نے بدل کر، یہ

دُعا جو حضرت یوسف علیہ السلام کے

بھائیوں کی معافی کے لیے تازہ ہوئی

تو دوستوں میں کہہ رہا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیس سال تک اپنے بیٹوں کی معافی کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، چونکہ بچوں کے باپ تھے لہذا بہت محبت سے دعا مانی کہ یا اللہ! میرے بیٹے یوسف نے اپنے بھائیوں کو معاف کر دیا جنہوں نے اس پر ظلم کیا تھا آپ بھی ان کو معاف فرما کر وحی نازل

کر دیجئے تاکہ میں اپنے بچوں کو مطمئن کر دوں، کیونکہ میرے بیٹوں کو خطرہ لگا ہے کہ حشر کے میدان میں کہیں آپ ان کی گرفت نہ فرمائیں۔

تفسیر روح الحالی میں سورۃ یوسف کی تفسیر میں علامہ سید محمود جدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیس سال کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ کی دعا قبول ہوگئی۔ یوسف علیہ السلام کے جن بھائیوں نے ان پر ظلم کیا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کی خطا معاف فرمادی۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ آپ آگے کھڑے ہو جائیں۔

لَقَامَ الشَّيْخَ فَأَسْقَبَ الْقُفْلَةَ وَقَامَ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حَفَظَهُ وَفَامُوا احْلَظْنِيْهَا

حضرت یعقوب علیہ السلام آگے قبیلہ رو کھڑے ہوئے اور ان کے پیچھے حضرت یوسف علیہ السلام کھڑے ہوئے اور ان دونوں کے پیچھے حضرت یوسف علیہ السلام کے سب بھائی کھڑے ہوئے جنہوں نے ان پر ظلم کیا تھا۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ دعا سنا لی جو وہ آسمان سے لے کر تارال ہوئے تھے

۱) بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ لَا تَقْطَعْ رَحَاءَ مَا لَيْ، يَمَانِ وَالْأَوَّلِ كِيْ اميدِ هَمَارِي
اميدوں کو نہ کاٹے، ہماری آخری اميد آپ ہی میں۔ ہماری آخری پناہ گاہ آپ ہی ہیں۔

مَنْ بَا مِيدِ رَمِيدِ مَوْنِ تَو

آخر میں انسان اللہ ہی کے پاس بھگتا ہے۔ گنہگار کے بھی اللہ ہی کے پاس جا کر کے روتا ہے کہ یا اللہ مجھے بچا لے۔

۲) يَا عِبَادِ الْمُؤْمِنِينَ اعْلَمُوا أَنِّي مَوْثِقٌ كِيْ فَرِيدِ دَسْنِ لِيْ اِهْمَارِيْ قَرِيَادُو
سن بھیجے۔

وہ ظلم بھی کریں تمہیں مرتبہ فرمایا: **وَإِنْ ظَلَمْنَا، وَإِنْ ظَلَمْنَا، وَإِنْ ظَلَمْنَا** معنوں میں: **ظلم کرنا** ہو کہ بڑھا چکے کی وجہ سے گراموں باپ کا تحمل کمزور ہو جائے، ان کے دل و دماغ کمزور ہو جائیں، درود و دعا سے ظلم و ریاضت بھی کرمیں نہیں تو ان سے ظلم پر مہر کرو۔ جب ماں باپ بوڑھے ہو جاتے ہیں تو مثل بچے کے کمزور ہو جاتے ہیں، چھوٹے بچے کی طرح ان کے دس و دماغ کمزور ہو جاتے ہیں، لہذا اگر ان سے غلطی ہو جائے، بے جا ڈانٹ ڈپٹ کریں تو اس کو برداشت کرو، جب بڑے ناراض ہو جائیں تو چھوٹے بڑوں کی رعایت کریں۔ ساس بہو سے بڑی ہے لہذا بہو کو چاہئے کہ اگر وہ اپنی بہو سے نرم نہ بنا چاسی تو اپنی ساس کو خوش رکھے، اگر اپنی بہو سے اپنا آراء سے متفق نہ ہو تو اپنی ساس کا کرم کرے اور بیٹے صاحب اگر اپنی اسی سے متفق نہ ہو تو اپنے ماں باپ کا ادب کریں۔ کل ان کی اولادوں کو درود و دعا دیں، ماز ٹھہریں گے اور ان کا ادب و اکرام کریں گے۔

ماں باپ کو ستانے کا عذاب

میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھوپھوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک شخص اپنے باپ کی گردن میں سی ڈاں کر بسواری تک کھینچی، یعنی بانس کے درختوں تک پہنچ کر لے گیا۔ باپ نے بیٹے سے کہا کہ بیٹے! اب آگے نہ بھینچنا ورنہ تو ختم ہو جائے گا۔ بیٹے نے کہا کہ بااوردازے سے یہاں تک چالیس پچاس قدم جو کھینچی یہ ظلم نہیں ہوا کہ نہیں کیونکہ میں نے تیرے دادا کو یعنی اپنے بابا کو یہاں تک کھینچی تھا۔

حدیث پاک میں ہے کہ درختوں کا عذاب تو آخرت میں ہوگا لیکن ماں باپ کے ستانے کا عذاب دنیا میں بھی ملتا ہے، جو اپنے ماں باپ کو ستاتا ہے اس کو

موت نہیں آسکتی جب تک وہ اپنے کیے کی سزا نہ بھگت لے۔ اس لیے ماں باپ کے معاملے میں تحمل سے کام لینا چاہئے، مشورہ کرتے رہنا چاہئے، اگر ان کی طرف سے کوئی زیادتی بھی ہو جائے تو ان کی عمر کا لحاظ کر کے رگد رکنا چاہئے جیسے چھوٹے بچے نے کوئی غلطی کی تو آپ کہتے ہیں کہ چھوٹے بچے ہیں، اسی طرح جب ماں باپ بوڑھے ہو جاتے ہیں تو ان کی عقل بھی کمزور ہو جاتی ہے۔ ایک ہندو نے کا قصہ ہے، وہ اپنے چھوٹے بچہ کو گود میں لیے اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا تھا۔ ایک کو اس کی دیوار پر آکر بیٹھ گیا۔ بچے نے اپنے باپ سے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا بیٹے یہ کوئی ہے۔ بچہ بار بار پوچھتا رہا اور باپ ہر بار سے متاثر ہا یہاں تک کہ بچے نے سو دفعہ یہی بات پوچھی۔ بیٹے نے اپنے منہ سے کہا کہ کھانا میں اس واقعہ کو نوٹ کر لو۔ جب وہ بڑھا ہوا تو ایک دن دیوار پر کوا آکر بیٹھا تو اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے بیٹے یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ کوا ہے۔ تین دفعہ پوچھنے کے بعد جب باپ نے چوٹی دفعہ پوچھا تو بیٹے نے کہا زیادہ ٹر ٹرن کرو، سیدھے پڑے رہو، کی رٹ مار رکھی ہے، میں دفعہ تو جواب دے چکا ہوں تو باپ نے اپنی ٹوٹ بک منگوا کر بیٹے کو دکھائی کہ جب تم چھوٹے تھے تو تم نے یہی سوال مجھ سے سو دفعہ پوچھا تھا اور میں نے سو دفعہ جواب دیا تھا اور اب تم تین دفعہ کے بعد پتار ہو گئے۔ اگر اولاد دین دار نہ ہو تو ماں باپ کی خدمت اولاد کو بڑی بھاری لگتی ہے۔ دوستو! اگر کسی شخص نے ماں باپ کو ستایا، اسے اس وقت تک موت نہ آئے گی جب تک اس کا عذاب نہ چمکے لے گا۔ یہ حدیث کے الفاظ ہیں، سرور عام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے سے تمام گناہوں کو بخش دے گا مگر وادین کی نافرمانی کو معاف نہیں کرے گا بلکہ مرنے سے پہلے اس شخص پر اللہ تعالیٰ عذاب نازل کریں گے، وہ جہنم سے نہ رہ سکے گا، کسی نہ کسی مصیبت میں پھنسا رہے گا۔

مجھے بھیجی میں ایک مولوی صاحب سے، لہذا کرتا، گول ٹوپی، حضرت
مولانا عبدالحق صاحب چوپوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت، بڑے تہجد گزار لیکن
ایک مرتبہ اپنی بیوی کی خاطر اپنی ماں کو کچھ سخت ست کہہ دیا، ماں نے بددعا دی کہ
اللہ کرے تو کوڑھی ہو کر مرے۔ ان کے ہاتھ میں میں نے خود کوڑھ دیکھا، مشکل
سے بیس بائیس سال عمر تھی، انہوں نے دکھایا کہ ان کی انگلی سڑ کر گل رہی ہے۔
میں نے پوچھا کہ تمہیں کوڑھ کیسے ہوا، کہاں کی بددعا کی جب سے۔

ایک صحابی کا انتقال ہونے لگا تو لوگ انہیں گلہ کی تہنیں کرنے لگے، مگر ان
کے منہ سے کلمہ نہیں نکلتا رہا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی ماں
کو بلواؤ۔ جب ان کی ماں حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا
کہ کیا تم اپنے بیٹے سے ناراض ہو؟ انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ! میں اس سے
ناراض ہوں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم پسند کرتی ہو کہ تمہارا
بیٹا آگ میں جلے؟ اس نے کہا کہ نہیں! تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بس
بھر جلدی سے اسے معاف کر دو۔ انہوں نے معاف کر دیا تو اس صحابی نے فوراً
کلمہ پڑھا اور روح پرواز کر گئی۔

قیامت کے دن فرماں بردار

اولاد میں شمولیت کا طریقہ

شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جن کے ماں باپ انتقال کر گئے اور
وہ اولاد سے ناراض تھے تو اب ان کو راضی کرنے کے لیے کیا کرنا چاہئے؟ اس کا
بھی نسخہ سن لیں۔ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس کے ماں
باپ کا انتقال ہو گیا اور اس نے زندگی میں ان کو ستایا ہو لیکن بعد میں ہدایت ہو گئی
تو تا فرمان اولاد ان کے لیے دعائے مغفرت کرے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار بھی

کرے اور اپنی نقلی عبادات کا ثواب ان کو بخشی رہے، صدقہ خیرات کرتی رہے، عبادات سے ایسا ل ثواب کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کو فرماں بردار اولاد میں لکھ دیں گے۔ یہ حدیث بھی آپ حضرات کے سامنے پیش کر دی تاکہ کسی کو مایوسی نہ ہو۔ ہو سکتا ہے یہاں کوئی ایسا شخص ہو جس نے والدین سے گستاخی کی ہو اور وہ اس سے ناراض دنیا سے گئے ہوں تو وہ بھی عطا فرمائیں گے اور پوری زندگی ان کو ایسا ل ثواب کرتا رہے، نقلی عبادات سے بھی اور مالی صدقات سے بھی۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمادیں گے اور ماں باپ کے فرماں برداروں میں لکھ دیں گے۔ سبحان اللہ کیا اللہ کی رحمت ہے کہ کسی حال میں بندوں کو مایوس نہیں کیا۔

والدین کو نظر رحمت سے دیکھنے کا ثواب

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو تک اولاد اپنے ماں باپ کو رحمت کی نظر سے دیکھے تو اللہ تعالیٰ ہر نظر رحمت پر اس کے لیے ایک مقبول حج کا ثواب لکھ دیتا ہے۔ یہاں صالح کی قید لگا دی کہ نیک ہو، کم از کم فرض، واجب اور سنت موکدہ ادا کرتا ہو، نافرمانی سے بچتا ہو تو ایسے صالحین اگر اپنے ماں باپ کو نظر رحمت سے دیکھ لیں تو ہر نظر رحمت پر ایک مقبول حج کا ثواب ملے گا، لیکن نقلی حج کا ثواب ملے گا فرض کا نہیں، یہ نہیں کہ تجوری میں ہزاروں روپے جمع ہیں اور ماں باپ کو نظر رحمت سے جا کے دیکھ لیا اور سمجھے کہ میرا فرض حج ادا ہو گیا۔ فرض حج تو حرم کی حاضری ہی سے ادا ہوگا اور ماں باپ کو رحمت کی نظر سے دیکھنے پر حج کا ثواب لینے کے لیے صالح ہونا بھی شرط ہے، یہ نہیں کہ نہ روزہ، نہ نماز، شراب، کباب اور جا کے والدین کو نظر رحمت سے دیکھ لیا اور سمجھے کہ نقلی حج کا ثواب مل گیا بلکہ نیک ہونا بھی شرط ہے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے

پوچھا کہ اگر یہ شخص دن میں سو مرتبہ نظرِ رحمت سے دیکھے، تو کیا تب بھی اتنا ہی ثواب ملے گا؟ یعنی کیا سو حج کا ثواب ملے گا؟ اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو لفظ فرمائے کہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ اَظْهَرُ اللہ تعالیٰ تمہاری نظرِ رحمت سے دیکھنے سے زیادہ شانِ رحمت رکھتے ہیں، مگر تو رحمت کے لیے ہو گیا کہ دن میں سو مرتبہ دیکھنے والوں کو سو مرتبہ تظلی حج مقبول کا ثواب دیتے ہیں اور وَ اَظْهَرُ فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کر دی کہ اللہ تعالیٰ طیب ہے، ہر عیب سے پاک ہے۔ اگر کوئی یہ سوچے کہ اللہ تعالیٰ شاید اتنا ثواب دینے سے تھک جائیں گے یا ان کے خزانے میں کمی آجائے گی تو اللہ تعالیٰ ہر نقص سے پاک ہے وہ تھکتا نہیں ہے نہ اس کے خزانے میں کمی آتی ہے، وہ ثواب دینے سے قاصر نہیں ہوتا۔

ادائے حقوق کے بارے

میں علماء سے مشورہ کریں

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنی ماں کی خدمت کرے تو جنتِ ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ بیوی کے معاملے میں کبھی ماں کا دل نہ دکھاؤ۔ اس کے لیے کسی اللہ والے سے مشورہ کر لو۔ بیوی کو نرمی سے سمجھاؤ کہ تیری بھی تو بہو آنے والی ہے لیکن جو بیوی کا حق ہے اس کو بھی ادا کرتے جاؤ۔ یہ نہیں کہ ماں کے حقوق ادا کرنے کے چکر میں بیوی کے حقوق ترک کر دیئے بلکہ علماء دین سے ماں اور بیوی دونوں کے حقوق کے بارے میں پوچھتے رہو، دونوں کو خوش رکھنے کی کوشش کرو، دونوں کا حق ادا کرو اور اس کا طریقہ پوچھنے کے لئے تہائی میں مجھ سے مل کر مشورہ کیجئے یا کسی سے بھی جن کو اللہ تعالیٰ نے بزرگوں کی جوتیاں اٹھانے کی سعادت بخشی ہو، اس سے تہائی میں مل کر مشورہ کیجئے۔ ماں بیٹے میں اختلاف چل رہا ہو تو کسی عالم کو بلا لیں تاکہ وہ فیصلہ کر دیں۔ ایسے علماء کی

کی نہیں جو اللہ کے لیے آپ کو وقت دیں۔ اپنے اپنے حالات ان سے بیان کریں، ان شاء اللہ مشورہ کی برکت سے بڑے بڑے فتنے ختم ہو جائیں گے۔ مشورہ میں اللہ نے بہت برکت رکھی ہے۔ جب بھی کوئی معاملہ پیش آئے بزرگان دین سے مشورہ کر لیں۔

اب دعا کر لیں کہ یا اللہ! اس اس اپنی بہو کو بیٹیاں اور بہو اپنے ساس کو ماں سمجھیں اور بیٹے بھی ماں باپ کی مجبوریاں اور کمزوریاں سوچیں اور بیٹے کو، بہو کو بھی توفیق عطا فرما کہ وہ اپنی بہو سے آرام لینے کے لیے اور بیٹے اپنی اولاد سے عزت اور آرام لینے کے لیے۔